SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 12, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Acting Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

(سورۃ الروم ۳۶ تا ۳۷)

ترجمہ : جب ہم لوگوں کو رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ
اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان کے اپنے کئے کرتوتوں سے ان
پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یکایک وہ مایوس ہونے لگتے ہیں۔
کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے
جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کا چاہتا ہے)۔ یقیناً
اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے
ہیں۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, September 12, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five of the clock in the evening, with Mr. Acting Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ
لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

(سورۃ الروم ۳۶ تا ۳۷)

ترجمہ : جب ہم لوگوں کو رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر پھول جاتے ہیں اور جب ان کے اپنے کئے کرتوتوں سے ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یکایک وہ مایوس ہونے لگتے ہیں. کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ اللہ ہی رزق کشادہ کرتا ہے جس کا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کا چاہتا ہے). یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب قائمقام چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

جناب وسیم سجاد : جناب والا ! میں درخواست کرتا ہوں کہ جام صاحب آف لسبیلا کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے لیئے ہاؤس میں فاتحہ پڑھی جائے۔

جناب عبدالرحمان جمالی : میں بھی اس سلسلے میں قرارداد پیش کرتا چاہتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : آپ تشریف رکھیئے ، پہلے رخصت کی درخواستیں نمٹا لیں۔ سردار محمد میر یوسف خان ساسولی صاحب نے اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے مکمل اجلاس کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائمقام چیئرمین : جناب سید منظہر علی صاحب نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر یکم تا ۱۹ ستمبر ۱۹۸۸ء رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا ایوان ان کی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائمقام چیئرمین : مولانا سمیع الحق صاحب نے بھی اپنے والد کی وفات کے سلسلے میں مصروفیات کی بنا پر پندرہ ستمبر تک اجلاس میں شریک نہ ہونے سے معذرت کی ہے ، کیا ایوان انکی رخصت کی درخواست منظور کرتا ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

OBITUARY

جناب قائمقام چیئرمین : سینیٹ کا یہ ایوان صوبہ بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ جام میر غلام قادر خان کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے ، مرحوم نے قیام پاکستان سے لے کر اپنی وفات تک مختلف حیثیتوں سے ملک و قوم کی خدمت کی ہے ۔ وہ سابق مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے ہیں ۔ جام میر غلام قادر خان مسلم لیگ کے ایک سرگرم رکن تھے ۔ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے انھوں نے صوبہ بلوچستان کی ترقی اور عوام کی فلاح وبہبود کے لئے انتھک محنت کی ہے ۔ مرحوم جام صاحب ان سیاست دانوں میں سے تھے جو اپنے قائد کے پاکستان کو پھلتا پھولتا اور ترقی کی راہوں پر گامزن دیکھنا چاہتے تھے ۔ اس ایوان کے معزز ممبران ان کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے قرب میں بہترین مقام عطا فرمائے اور یہ کہ قرارداد کی ایک نقل مرحوم کے لواحقین کو بھی ارسال کی جائے ۔

اس سلسلے میں جناب عبدالرحمٰن صاحب ، ڈاکٹر نور جہان صاحبہ اور فصیح اقبال صاحب نے بھی اسی قسم کی قراردادیں بھیجی ہیں ۔

جناب وسیم سجاد : میں بھی جناب اس کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : جناب وسیم سجاد صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ میرے خیال میں اس کی سب تائید کرتے ہیں اور اس پر آپ میں سے جو حضرات کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ ارشاد فرمائیں۔ جناب عبدالرحمٰن جمالی صاحب ، آپ اپنی قرار داد پڑھ دیجیئے۔

جناب عبدالرحمان جمالی : جناب چیئرمین ،شکریہ ! میں سمجھتا ہوں کہ الحاج میر غلام قادر خان ، سابق وزیراعلیٰ بلوچستان ایک نہایت ہی شفیق اور ملنسار آدمی تھے اور سب سے پہلے انہوں اپنی سٹیٹ کو پاکستان میں شامل کیا۔ دو دفعہ وہ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں اور ایک دفعہ وہ بلوچستان اسمبلی کے سپیکر رہ چکے ہیں۔ اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بلوچستان کی سیاست پر کتنے حاوی رہے ہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا مجھے ان کے آخری الفاظ تک یاد ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ ، بھائی ، جو پاکستان کا مخالف ہے ، وہ میرا سب سے بڑا دشمن ہے "۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : ڈاکٹر نور جہان پانیزئی صاحبہ۔

ڈاکٹر نور جہان پانیزئی : جناب میں سمجھتی ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے بلکہ ہر ایک اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ مرحوم میر الحاج جام غلام قادر صاحب ، نہایت شفیق انسان تھے ، انکی

شخصیت سے ہر ایک واقف ہے ، انہوں نے پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانی دی ہے ۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی جائیداد کو بھی پاکستان کے لئے صرف کر دیا تھا ۔ انہوں نے کبھی کسی سے کوئی زیادتی نہیں کی، ان کی شخصیت ایسی تھی کہ وہ ہمیشہ کرسی پر رہے ہیں ۔ انہوں نے کبھی بھی اپنے دور اقتدار میں کسی سے کوئی ذاتی انتقامی کاروائی نہیں کی، ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ بڑی شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے ۔ ابھی پچھلے دور میں جب وہ وزیر اعلیٰ تھے ، ان کے گھر کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا تھا ۔ میں ان کے لئے اور تو کچھ نہیں کہہ سکتی صرف اتنا کہوں گی کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ شکریہ !

جناب قائمقام چیئرمین : جناب فصیح اقبال صاحب ۔

جناب فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب ، جام صاحب کی موت کی خبر پاکستان میں بالعموم اور بلوچستان میں بالخصوص بڑے گہرے رنج والم کے ساتھ سنی گئی ہے ۔ ان کا صف اوّل کے پاکستانی لیڈروں میں شمار ہوتا تھا ۔ ان کی نہ صرف وزیر اعلیٰ اور سپیکر کی حیثیت سے بڑی حیثیت تھی بلکہ ان کا کمٹمنٹ پاکستان کے قیام سے تھا ۔ انہوں نے ۱۹۴۶ء میں دلی جا کر قائد اعظم سے ملاقات کی اور قبل از وقت ان کو تجویز دی کہ وہ ریاست کو پاکستان میں شامل کرنے کے لئے درخواست دیں ۔ جب وہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن

[Mr. Faseih Iqbal]

سے ملے تو اس نے کہا کہ جام صاحب ، آپ چیمبر آف پرنسز کے پریذیڈنٹ سے ملیں اور ابھی الحاق کا وقت نہیں آیا۔ ۱۹۴۷ میں پہلی ریاست جو پاکستان میں شامل ہوئی وہ ریاست لسبیلہ تھی جس نے سرکاری طور پر پاکستان میں الحاق کا فیصلہ کیا۔ ان کی یہ خدمات پاکستان کی تاریخ میں زریں حروف میں لکھی جائیں گی کہ انہوں نے نہ صرف ریاست قلات بلکہ دیگر ریاستوں کے لئے بھی راستہ ہموار کیا اور پاکستان کے لئے ایک ایسی فضا ہموار کی کہ اپنی ریاست تو ریاست ، اپنی ذاتی جائیداد بھی پاکستان کے لئے وقف کی۔ اس سلسلے میں ، میں ایک دو باتیں ضرور کروں گا کہ جام صاحب میں بڑی انکساری تھی جس طرح میں نے مرحوم صدر کے بارے میں کہا تھا کہ اس سے بڑا ملک میں کوئی ایسا صدر نہیں گزرا جس نے غریب عوام کے ساتھ اتنی ہمدردی رکھی ہو، میں نے اس سطح پہ اپنے مرحوم جام صاحب کو بھی دیکھا کہ ان کا دروازہ غریب لوگوں کے لئے ہمیشہ کھُلا رہا اور انہوں نے کبھی بھی محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ کسی صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کسی ڈپٹی کمشنر یا کسی بھی سرکاری اہلکار کے پاس جائیں تو تھوڑی سی پابندی ہوتی ہے۔ وہاں جام صاحب کے پاس ایسا محسوس ہوا .... اور ویسے بھی بلوچستان کی جو روائتی قبائلی زندگی ہے اس میں اس کا بڑا عمل دخل رہا ہے کہ وہاں جو بھی ہمارے سرکاری حکمران ہیں انہوں نے کبھی

عوام کو مایوس نہیں کیا اور جام صاحب اس کی بڑی زندہ مثال
تھے، جام صاحب نے پاکستان اور بلوچستان کے لئے بیش بہا
خدمات سرانجام دی ہیں۔ انہوں نے کئی حیثیتوں میں خدمت کی ہے۔
پاکستان کے وہ خوش قسمت نصیب انسان تھے کہ وہ ۱۹۴۸ء
کی پہلی قانون ساز اسمبلی کے ممبر بھی تھے، ۱۹۶۲ء میں بھی قومی اسمبلی
کے ممبر تھے، ۱۹۵۶ء میں وہ ویسٹ پاکستان اسمبلی کے ممبر
ہوئے اس وقت بھی وہ وزیر کے عہدے پر فائز تھے۔ انہوں نے
اس حد تک پاکستان کی خدمت کی کہ وہ اپنی ریاست کے اندر
خود اجنبی رہے۔ انہوں نے ہمیشہ ریاست سے باہر رہ کر سیاست
کی اور کبھی بھی ان کی سیاست تنگ نظری کی نہیں رہی۔ ان کا
پاکستان کی یکجہتی اور وحدت پہ پورا یقین تھا۔ میرا خیال ہے
کہ ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ ان کے
بنائے ہوئے جو اصول ہیں ان پر ہم لوگ عمل کریں اور پاکستان
کے ان لوگوں کی جنہوں نے ایسی خدمات انجام دی ہیں حکومت کوئی
یادگار قائم کرے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ہو۔

جناب قائمقام چیئرمین: شکریہ! جناب اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, the biggest service which Jam Sahib rendered to Pakistan was one that when such a big status State Kalat was wavering in fact hesitating to join in having accession to Pakistan, he came out openly and openly joined Pakistan, acceded to Pakistan and that was the great contribution that made Kalat impossible to deviate from the question of accession and that is the greatest service he rendered to Pakistan. Other-

[Mr. Hasan A. Shaikh]

wise also he has rendered in all fields of life, yeoman services to Pakistan and I think he is one of those stalwarts whose services to Pakistan can never be forgotten. Thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Ghulam Faruque.

Mr. Ghulam Faruque : I had known the late Jam Sahib from very early years in 1940 and in the last Majlis-e-Shoora we sat together for about two and a half years. I have known of his family before, because he belonged to the famous Jam family which lived here and the other half in Kathiawar. We had a very close associations and he was a good friend of mine. It is matter of deep sorrow and regret that he passed away and we pray to Almighty Allah, May rest his soul in eternal peace *(Aameen)*. Thank you very much.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میرے محترم ساتھیوں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں بھی ان میں شرکت چاہتا ہوں اور اس بات کا یہاں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ میر صاحب کی وفات سے پاکستان ایک محبِ وطن سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے۔ ان کی خدمات کے ہم سب معترف ہیں اور یہ صرف بلوچستان سے سینیٹرز ہی نہیں ہیں جو اس معاملے میں غم و اندوہ اور اپنے جذبات کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ ملک کے ہر حصے میں ان کی کمی کو محسوس کیا جائے گا اور یہ مسئلہ حکومت یا اپوزیشن کا نہیں ہم سب ان کی خدمات کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور انکی خامیوں سے درگزر فرمائے اور ان کو جنت میں جگہ دے۔ شکریہ!

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میر صاحب بہت بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ انہوں نے ملک کی تعمیر و ترقی میں نمایاں اور قابل

تقلید کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچ چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ روایت میں آتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جو آپ سے پہلے چلے جاتے ہیں ان کا تذکرہ بھلائی سے کیا کرو۔ تم اللہ کے ہاں ان کی بھلائیوں کی شہادت دو گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ یقیناً ان پر رحمتیں نازل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اور جنت عطاء کرے۔ آمین۔

جناب محمد محسن صدیقی : جناب چیئرمین ! میں بڑا آزردہ دل ہو کر آج اس تعزیت میں شرکت کرتا ہوں۔ مجھے وہ دن یاد ہیں کہ جب میں ۴۷ء میں پاکستان آیا تھا جام صاحب آف لسبیلہ ان چند افراد میں تھے جن سے میری ملاقات ہوئی۔ وہ بڑا ہنگامی دور تھا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان سے قافلے لٹے پٹے آ رہے تھے۔ قتل و غارت ہندوستان کی سرحدوں پر زوروں پر تھی۔ خون اور آگ کے دریا بہہ رہے تھے۔ اس وقت جام صاحب نے بڑی ہی فراخدلی اور کھلے آغوش سے آنے والوں کا استقبال کیا۔ ایک واقعہ مجھے یاد ہے اور میں ایوان میں اسے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب خان قلات نے کچھ سازشی عناصر کے ذریعے یہ کوشش کی کہ قلات کا annexation ہندوستان کے ساتھ ہو جائے۔ بلکہ یہاں تک کہ پٹیل کے پاس وہ تمام کاغذات قلات کے ہندوستان

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

میں annex ہونے کے پہنچ چکے تھے۔ تو اس وقت جام صاحب ان جوانمردوں میں سے تھے جنہوں نے کھڑے ہو کر اس کا مقابلہ کیا اپنے ساتھ مکران اور خاران کے حکمرانوں کو لیا اور بغاوت کی اس وقت وہ قلات کے ایک supremacy میں سمجھا جایا کرتے تھے۔ وہ ایک آزاد ریاست تھی اور خان قلات کی مرضی کے خلاف بغاوت کر کے انہوں نے پاکستان کے ساتھ annexation کو sign کیا۔ یہ ان کی زندگی کا بڑا اہم کردار تھا جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا اور جرائتمندانہ قدم اُٹھایا، جسے پاکستان کی تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی اور جب دیکھا کہ مکران، خاران اور لسبیلہ نے پاکستان کے ساتھ الحاق کیا تو پھر خان قلات نے بھی مجبوراً پاکستان کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کیا۔ یہ وہ وقت تھا جب حب الوطنی کا صحیح تجزیہ ہونا تھا اور یہ طے ہونا تھا کہ وہ کون لوگ ہیں جو پاکستان کی تحریک میں اور پاکستان کے قیام میں اور پاکستان کے حاصل کرنے میں صفِ اوّل میں ہیں۔ میں جام صاحب کا اس وقت سے معتقد تھا، جام صاحب بڑے ہی نیک دل انسان تھے۔ ان میں ہر وہ خوبی تھی جو ایک اچھے انسان میں ہونی چاہیئے میری کوتاہ نظر میں کبھی ان کے کسی عیب کی طرف نہ جا سکیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک اچھے دوست تھے۔ وہ ایک اچھے ساتھی تھے۔ ان کے دل میں رحم اور درد تھا۔ وہ اپنے غریب عوام کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔

کسی مرحلے پر ہوں، کسی سیاسی پلیٹ فارم پر ہوں۔ کسی جماعت میں ہوں وہ ہمیشہ یہ کوشش کرتے تھے کہ ان کے علاقے کے لوگوں کی بہتری ہو اور ان کے زمانے میں میرے دیکھتے ہی دیکھتے لسبیلہ نے جو ترقی کی ہے وہ یقیناً قابل قدر ہے انہوں نے نہ صرف لسبیلہ کی خدمت کی بلکہ پورے صوبے کی خدمت کی اور جیسا کہ آپ کو معلوم ہے وہ صوبے کے کئی مرتبہ وزیر اعلیٰ رہے اور ہر طبقۂ خیال کو اور ہر طبقۂ فکر کو وہ ہمیشہ قابل قبول رہے۔ مجھے انتہائی غم ہے اور انتہائی افسوس ہے میں ان کے پسماندگان سے پوری دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ سے دست بدعا ہوں کہ انہیں جنت نصیب ہو۔ اور ان کے کارنامے انشاء اللہ جہاں تک پاکستان کے قیام اور بقا کا سوال ہے، ہمیشہ یاد رہیں گے، ہمیشہ تازہ رہیں گے، ہمیشہ درخشندہ رہیں گے۔ ان چند الفاظ کے بعد میں آپ کا مشکور ہوں اور اپنے دوستوں کے ساتھ اس غم میں شریک ہوں۔

جناب قائمقام چیرمین : شکریہ جی۔ جناب وسیم سجاد صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad : Mr. Chairman, I would like to join my honourable colleagues and Senators in condoling and expressing grief over the sad passing away of Jam Mir Ghulam Qadir Khan, the Former Chief Minister of Baluchistan. Sir, he was a great patriot and a devoted Pakistani. From very young age he plunged himself whole-heartedly into the freedom struggle

[Mr. Wasim Sajjad]

for Pakistan and his contribution towards the establishment of Pakistan will be remembered for a very very long time to come. After the establishment of Pakistan he held very important offices and in each of these positions he acquitted himself with great distinction and dignity. Sir, I join my friends and colleagues in praying to Almighty Allah that Allah may rest his soul in peace and give courage to the bereaved family to bear this great loss. Thank you Sir.

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ! سینیٹ کا یہ ایوان صوبہ بلوچستان کے سابق وزیراعلیٰ جام میر غلام قادر خان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے قیام پاکستان سے لے کر اپنی وفات تک مختلف حیثیتوں سے ملک و قوم کی خدمت کی۔ وہ سابق مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے ہیں۔ جام غلام قادر خان مسلم لیگ کے ایک سرگرم رکن تھے۔ وزیراعلیٰ کی حیثیت سے انہوں نے صوبہ بلوچستان کی ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے انتھک محنت کی۔ مرحوم جام صاحب ان سیاستدانوں میں سے ایک تھے جو اپنے قائد کے پاکستان کو پھلتا پھولتا اور ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے تھے۔ اس ایوان کے معزز اراکین، ان کے لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مرحوم کو مغفرت عطا فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور یہ کہ اس قرارداد کی ایک نقل مرحوم کے لواحقین کو بھی ارسال کی جائے۔ کیا ایوان کو منظور ہے۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب قائمقام چیئرمین : قاضی عبداللطیف صاحب فاتحہ پڑھیں۔

(قاضی عبداللطیف نے فاتحہ اور دعائے مغفرت پڑھی)

STATEMENT *RE:* REDUCTION IN FATA SEATS

Mr. Wasim Sajjad : Sir, with your permission I would like to make a statement. Sir, yesterday an adjournment motion was moved before this honourable House in which the question regarding the reduction of seats in FATA from eight to five was brought under discussion. Several honourable Senators from this honourable House expressed their anxiety over the reduction of seats and they were of the opinion that the census which was carried out on the basis of which the reduction took place was liable to be questioned on several grounds. It was their opinion that whereas population had increased all over Pakistan. Population in the FATA areas have shown decrease from 24 lacs in 1972 to 21 lacs 1981. It was felt by the honourable Senators that this appeared to be illogical and there was obviously some mistake carried out in the census operations. Also Sir, we have received reports from the areas themselves where it appears that there is a lot of unrest and anxiety over the reduction of seats in the FATA areas. In fact there have been also reports that some sections from that area have said that they would express strong resentment against this decision by which their seats had been reduced. Sir, this matter came under consideration before the Federal Cabinet this morning, the anxieties expressed by the honourable Senators were duly taken note of. The decision was initially taken because the Constitution of Pakistan provides under Article 51 that seats shall be allocated to the Federally Administered Tribal Areas, the Provinces and all other areas in accordance with the last census officially published and because the census figures of 1981 represented the last official census, therefore, we were obliged to follow those figures and in following those figures the consequent result was that three seats were taken away from the Federally Administered Tribal Areas and again basing itself on population, these seats were distributed one to the Frontier Province, one to Punjab and one to Sind.

The Federal Cabinet this morning Sir, examined the methodology by which the census operation was carried out and it was discovered that this time the census office had followed a different method from that which had been followed in the past. There were reasons to believe that especially as far as the female population is concerned, the possibility of error was immense and the figures we felt did not represent the actual situation. We are grateful Sir, to the honourable Senators who pointed out

[Mr. Wasim Sajjad]

that there are special articles in the Constitution which deal with the Federally Administered Tribal Areas particularly attention of the Government was drawn by honourable Senators to Article 247 of the Constitution. Article 247 (3) of the Constitution says Sir :—

"No Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) shall apply to any Federally Administered Tribal Area or to any part thereof, unless the President so directs, and no Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) or a Provincial Assembly shall apply to a Provincially Administered Tribal Area, or to any part thereof, unless the Governor of the Province in which the Tribal Area is situate, with the approval of the President, so directs; and in giving such a direction with respect to any law, the President or as the case may be, the Governor, may direct that the law shall, in its application to a Tribal Area, or to a specified part thereof, have effect subject to such exceptions and modifications as may be specified in the direction."

That is that the President in making the application of any law has the power under Article 247 (3) to direct that the law shall have application to the Tribal Area subject to such exceptions and modifications as may be specified in the direction. Then Sir, there is an overriding clause 247(5) again pointed out by the honourable Senators for which I am grateful where it says :

247(5) "Notwithstanding anything contained in the Constitution, the President may, with respect to any matter, make regulations for the peace and good government of a Federally Administered Tribal Area or any part thereof."

So, in the presence of these constitutional provisions for which as I said we are very grateful to the honourable Senators, that they drew the attention of the Government, this position was examined and we felt that the Senators had rightly pointed out to a situation which needed corrective action.

The Cabinet Sir, this morning decided that the seats of Federally Administered Tribal Areas should be restored to the position as it was existing. With the result Sir, that FATA will retain eight seats as it was in the original scheme prior to the 1981 census. This has also become necessary because as pointed out by the honourable Senators administratively FATA has eight Agencies as it were, and having five seats, it would not have been possible to make adequate representation for these areas in the National Assembly. Also Sir, we are conscious of the other difficulty which was pointed out that in the Senate, the members of the Senate have to be elected by the members of the National Assembly and when there

are only five members from FATA in the National Assembly there would be corresponding difficulty in electing members to the Senate. Sir, after this, a decision was taken and conveyed to the Election Commission of Pakistan and the Election Commission of Pakistan has decided that the 3 additional seats which will now be withdrawn *i.e.* 1 from Punjab, 1 from Sind, 1 from Frontier Province and they will be given back to FATA as in the original scheme. These seats will be withdrawn from Rajinpur District in Punjab where 2 seats were allotted, originally, Rajinpur had one seat but this extra seat was allotted to Rajinpur. Similarly, D.I. Khan District which had one seat was allotted two seats and now again the seat will go back and thirdly, Tharparkur District in Sind which had, I think, 3 seats and on the basis of this it was given four seats and that all will also revert back to FATA. The Election Commission of Pakistan as a consequence of this decision, will call for objections to the preliminary proposal on these three seats only within the next 7 days, and then the objection that are received will be disposed of within the next three days.

The important thing is Sir, that these changes will not, in any way, affect the programme of the Election Commission in hearing the appeals against delimitation proposals or the election schedule. So, election will be held as already announced and as planned on the 16th of November, 1988. No change is going to take place as regards the election schedule is concerned. So, once again, Sir, I would like to thank the honourable Senators who took interest in this matter and brought this to the attention of the Government and for also pointing out the various constitutional methods by which this change could be brought about. Thank you, Sir.

POINT OF ORDER *RE:* ADMISSION TO PASSES HOLDERS (VISITORS) NOT ALLOWED BY THE SECURITY STAFF

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Javed Jabbar on a point of order.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I regret to bring to your attention as to what constitutes a breach of privilege of the dignity of the Senate which has taken place a few minutes ago because as per Rule 60, 61 of the Rules of Procedure you have the authority to take note of this. Two of us—Senator Tariq Chaudhry and myself arranged for Visitors' Passes for the Chairman's gallery for Mrs. Tehmina Khar and the people accompanying her came up to attend the sitting of the Senate in time but I regret to bring to your notice the fact that the security staff at the door of the Senate has refused entry to the citizens of this country who have been given passes by Members of the Senate and this security staff insists on

[Mr. Javed Jabbar]
checking whether the concerned S.P. or the Assistant Commissioner can endorse or verify these passes. I think this is in a very small but a symbolic way of very gross violation of etiquette and procedure and therefore, I request you to take note of this. Thank you.

Mr. Acting Chairman : Thank you.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Point of Information, Mr. Chairman.

جناب جاوید جبار : اس پر اپنے تاثرات کا اظہار آپ نے نہیں فرمایا ۔

جناب قائمقام چیئرمین : اس کے متعلق معلوم کرتے ہیں اس کے بعد آپ کو مطلع کریں گے کہ کیا پوزیشن ہے ۔

جناب جاوید جبار : بہت بہت شکریہ، اگر آپ فوری طور پر کسی کو بھیج کر پتہ کرالیں کیوں کہ آپ کے پاس عملہ بھی موجود ہے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : ٹھیک ہے ، سینٹ سیکریٹریٹ والوں کو کہہ دیا ہے وہ allow کردیں گے اور ان کو یہاں پر بٹھادیں گے ۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب چیئرمین ! ان کو نیچے روکا گیا ہے، میں خود وہاں موجود تھا، میں نے ان کو identify کیا ہے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : طارق صاحب ابھی کرتے ہیں ، آپ تھوڑی دیر پہلے دفتر میں آئے تھے اسی وقت ہی بتادیتے ، جی قاضی صاحب ۔

قاضی عبداللطیف : گزارش یہ ہے کہ وزیر عدل و انصاف نے فاٹا کے متعلق جو کچھ فرمایا، ہم ان کے مشکور ہیں ۔ اس سلسلے میں

شاید انہیں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے، ڈیرہ اسماعیل خان کی دو سیٹیں بنائی گئی تھیں۔ ان کی آبادی کے لحاظ سے وہ فاٹا کی سیٹ تھیں، فاٹا کی سیٹ صوبہ سرحد میں کوہستان کو دی گئی ہے اور کوہستان کا تذکرہ تو آپ نے چھوڑ دیا۔ ڈیرہ اسماعیل خان کو آپ نے پھر دوبارہ ذبح کر دیا ہے۔

جناب قائمقام چیئرمین : قاضی صاحب انہوں نے فرما دیا ہے کہ آپ الیکشن کمشنر سے اپیل کریں جو بھی آپ کے grievances ہیں۔

قاضی عبداللطیف : نہیں جناب والا! آپ اس کو دیکھ لیجئے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کو جو دو سیٹیں دی گئی ہیں، کافی عرصے سے ہم ان کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کیوں کہ حق تلفی ہوئی تھی۔

جناب قائمقام چیئرمین : قاضی صاحب وہ الیکشن کمیشن کے پاس معاملہ ہے، وہاں پر آپ رجوع کریں جو بھی remedy ہو گی وہاں سے ملے گی۔

POINT OF ORDER *RE*: TAKING NOTES BY THE VISITORS IN THE GALLERIES

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : Mr. Chairman, I would like to have a clarification whether the visitors who are sitting in the visitors' gallery are entitled to take any notes of the proceedings which are going on ?

Mr. Acting Chairman : No. They are not.

Lt. Gen. (Retd) Saeed Qadir : I think, it may be made clear because there is a tendency of taking notes while session is going on.

Mr. Acting Chairman : Nobody in the visitors gallery is supposed to take notes. Prof. Khurshid Ahmed.

POINT OF ORDER *RE* :LAYING OF ORDINANCE IN THE HOUSE.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب والا ! آج کا جو آرڈر آف دی ڈے ہے اس میں ہم یہ توقع کرتے تھے کہ جو نیا آرڈیننس آیا ہے رجسٹریشن آف پریس اینڈ پبلیکیشنز ، دستور کے آرٹیکل ۸۹ کے تحت اسے ہاؤس میں lay کیا جائے گا لیکن آج کے آرڈر آف دی ڈے میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ہمیں وہ فراہم بھی نہیں کیا گیا۔ اس سے پہلے بھی اس معاملے کو بار بار اٹھایا گیا ہے کہ جب کوئی آرڈیننس آئے اور اگر House in Session ہے تو پہلی opportunity میں اسے ہاؤس کے سامنے آجانا چاہیئے

At least for laying before the House.

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر صاحب آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اس لئے وہ lay نہیں کیا گیا وہ Government business day پر lay کریں گے اگر آج lay کرتے تو آپ کا بزنس ہی suffer کرتا ۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, we have already had a day on which official business was conducted.

Mr. Acting Chairman : I think, we have lapsed parity.

Mr. Javed Jabbar : You allow the lapses to take place, Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman : You did not point it out to the Government— now today is a Private Members Day and you take it on the next government business day.

Mr. Javed Jabbar : Sir, the Government is supposed to observe sanctity of the Constitution. Not to announce the repeal or the promulgation of the Ordinances through press conferences but through on the Floor of the Senate.

Mr. Acting Chairman : I would request the Ministry to take care in future. Qazi Sahib, on a point of order.

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ، جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ ایک خصوصی نکتے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ یہاں بحث بھی ہوئی تھی اور بار ہا ہمیں یقین دہانی بھی کرائی گئی تھی کہ سینیٹروں کے جو ترقیاتی فنڈز واپس لے لئے گئے تھے وہ بحال کر دیئے گئے ہیں لیکن آج تک ہمیں اس میں سے ایک پائی بھی نہیں ملی اور پھر مجھے دو دن ہوئے ہیں کہ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ چالیس لاکھ کو کاٹ کر بیس لاکھ کر دیا گیا ہے جبکہ ان کے لئے ہم نے تجاویز دی ہوئی ہیں ، یہ صحیح ہے کہ بعض ان میں سے زیر نگرانی ہیں کہ ان کو اب منظور کرنا ہوگا اور بعض منظور ہو چکے ہیں لیکن اگر یہ فیصلہ واقعتاً ہو چکا ہے کہ چالیس میں سے ان کو بیس دیئے جائیں گے تو صاف وضاحت سے ہمیں کہا جائے تاکہ ہم لوگوں سے کہہ سکیں ، اس سلسلے میں بلاوجہ ہمیں بدنام کیوں کیا جا رہا ہے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : قاضی صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ، جہاں تک ترقیاتی سکیموں کا تعلق ہے اس پر حکومت کی پالیسی واضح ہے ۔ اس میں یہی تھا کہ یہ discontinue کیا گیا تھا لیکن اس سال یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو سکیمیں منظور ہو چکی ہیں

[Mr. Acting Chairman]

ان کے لئے فنڈز صوبائی حکومتوں کے ذریعے مہیا کئے جائیں گے اور یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ آپ منسٹر فار ڈیویلپمنٹ سے ان کے دفتر میں جا کر sort out کر سکتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس پوائنٹ آف آرڈر کو raise کیا جا سکتا ہے۔

قاضی عبداللطیف: ہم نے بارہا گزارش تو کی ہے لیکن آج تک ہمیں ایک پائی تک نہیں ملی۔

جناب قائمقام چیئرمین: قاضی صاحب آپ کی بات سن لی گئی ہے، شکریہ، تحریک استحقاق، پروفیسر خورشید احمد صاحب نمبر ۱۰۔

PRIVILEGE MOTION

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں نے گزشتہ اجلاس میں اپنی تحریک استحقاق انٹروڈیوس کی تھی اور پہلے میں اس کا متن پڑھتا ہوں اور پھر اس کی تشریح کرتا ہوں۔ اس دن میرے عزیز بھائی الٰہی بخش سومرو صاحب کو ایک ضروری کام سے جانا تھا اور ہم نے آپس میں انڈرسٹینڈنگ کر لی تھی اس لئے اس پر بحث نہیں ہو سکی۔

جناب قائمقام چیئرمین: جی فرمائیے۔

RE: TELECAST OF INCORRECT VERSION OF THE PROCEEDINGS OF THE HOUSE ON PTV.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! ۵ ستمبر کی رات کو تقریباً سوا گیارہ بجے سینیٹ کی ۴ ستمبر کی کارروائی پر مشتمل رپورٹ پیش کی گئی، اس رپورٹ میں اصل بحث کی صحیح ترجمانی نہیں کی گئی۔ دو چیزوں کا خصوصیت سے نوٹس لینا ضروری ہے اولاً تین وزرائے اعلیٰ کی فوج کے سربراہ سے ملاقات کے بارے میں میری تحریک استحقاق کا اصل نکتہ یہ تھا کہ اس ملاقات میں فوج کو دستور کی حدود سے باہر ایک رول ادا کرنے کی ترغیب دینے کی خبر آئی ہے جو اگر درست ہے تو ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ محترم وزیر عدل نے اس نوعیت کی کسی گفتگو کا انکار کیا اور ان کی اس تردید پر میں نے اپنی تحریک پر اصرار نہیں کیا لیکن جس اصل نکتے کو رپورٹ میں بیان ہی نہیں کیا گیا اور جو بات کہی گئی وہ تحریک کے مدعا کی صحیح عکاسی نہیں کرتی۔

دوئم سانحہ بہاولپور کے بارے میں میری اور محترم سینیٹر محسن صدیقی صاحب کی تحریکات التوا کے بارے میں اس رپورٹ میں دو واضح غلط بیانیاں کی گئی ہیں، "پہلی یہ کہ میں نے محترم وزیر دفاع سے اتفاق کیا۔ دوسری بات یہ کہ ہم دونوں نے اپنی تحریکات پر زور نہیں دیا حالانکہ میں نے محترم وزیر دفاع سے بڑے ادب کے ساتھ اختلاف کیا اور یہی وجہ تھی کہ میں نے اپنی تحریک التوا

[Prof. Khurshid Ahmed]

پر اصرار کیا اور صدر نشین سینیٹ نے دونوں تحریکوں کو خلاف ضابطہ قرار دیا۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ رپورٹ میں ایک طرف یہ کہا گیا ہے کہ محرکین نے اپنی تحاریک التوا پر زور نہیں دیا اور دوسری طرف یہ بھی کہا گیا ہے کہ چیئرمین نے ان تحریکات کو خلاف ضابطہ قرار دیا۔ اگر ہم نے ان پر زور نہ دیا ہوتا تو ان کے خلاف ضابطہ قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان واضح غلط بیانیوں کے نتیجہ میں ٹیلی ویژن کے تمام ناظرین کے سامنے میری پوزیشن بڑی غلط صورت میں پیش کی گئی ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کسی بات کی رپورٹ نہ دینا اور بات ہے اور امر واقعہ کے خلاف بات پیش کرنا بالکل دوسری چیز ہے اور چونکہ اس رپورٹ میں ہماری پوزیشن غلط طور پر پیش کی گئی ہے اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ ٹیلی ویژن کے ذمہ دار افراد کی گرفت کی جائے اور اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ کم از کم ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر جو سرکاری انتظام میں کام کر رہے ہیں، سینیٹ کی کارروائی صحیح طور پر پیش ہو۔"

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی سینیٹ میں، اسمبلی میں اور دنیا کی دوسری پارلیمنٹس میں وہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے کہ آیا سینیٹ یا پارلیمنٹ کی کارروائی کی جو رپورٹ شائع کی جاتی ہے اس پر استحقاق کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں لیکن میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ دو

الگ الگ معاملات ہیں ۔ ایک معاملہ یہ ہے کہ سینیٹ کی کسی کارروائی کو اخبارات ریڈیو یا ٹیلی ویژن رپورٹ نہ کرے ۔ اس کے بارے میں رولنگز یہ ہے گو یہ صحافتی دیانت کے خلاف ہے لیکن اس سے استحقاق پیدا نہیں ہوتا لیکن دوسری چیز یہ ہے کہ اگر کارروائی کو distort کیا جائے اگر امر واقعہ کے خلاف بیان کیا جائے تو پھر اس سے استحقاق پیدا ہوتا ہے ۔ میں آپ کی توجہ خود اسی سینیٹ کے چیئرمین کی رولنگز کی طرف مبذول کراؤں گا ۔ سب سے پہلے چیئرمین رولنگز کے صفحہ ۱۱۷ ، ۱۱۶ پر پرویلج موشن ۲۷ ۔ جس میں محترم قاضی حسین احمد صاحب کی ایک تحریک استحقاق کے بارے میں چیئرمین صاحب نے جو رولنگ دی ہے ۔ اس میں یہ بات صاف صاف کہی گئی ہے کہ گو ٹیلی ویژن کو پروجیکٹ کرنا چاہیئے

in a balanced manner and the views expressed should be fairly projected in PTV programmes

لیکن چونکہ کوئی distortion نہیں ہے اس لئے اس کو بریچ آف پرویلج قرار نہیں دیا گیا اور یہ بات کہی گئی کہ صرف properly high light نہ کرنا یہ پرویلج کے خلاف نہیں ہے ۔ اسی طریقے سے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ بات آتی ہے ، پرویلج موشن نمبر ۸۰ ہے جس میں مولانا کوثر نیازی صاحب نے پرویلج موشن موو کیا تھا ، اس سلسلے میں اس وقت کے وزیر انفارمیشن نے یہ بات کہی تھی ۔ میں صفحہ ۱۳۱ سے پڑھ رہا ہوں ۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

"Opposing the motions, Mr. Hamid Nasir Chatta, Minister for Information stated that he had compared the official proceedings of the Senate with the transcript of the PTV special reports but did not find any distortion or deliberate falsehood........"

اس کے بعد وہ کہتے ہیں۔

"Only a deliberate attempt to misquote or tell a deliberate lie could be considered as amounting to a breach of privilege. He had, he said, looked through the record but could not find any evidence of distortion or deliberate lying. The honourable, Senator had been correctly quoted but he had not been quoted fully......"

یہ تھی وہ بنیاد جس پر اس پریولیج موشن کو رول آؤٹ کیا گیا۔ اس کی روشنی میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی بات کا حوالہ نہ دیا جائے تو وہ اور چیز ہے لیکن ایک امر واقعہ کو غلط پیش کیا جائے یعنی distort کیا جائے یا کوئی ایسی بات کہی جائے جو غلط بیانی کے مترادف ہو تو یہ پریولیج ہے اور میرا مؤقف یہی ہے کہ جہاں میں نے وزیر دفاع سے اختلاف کیا وہاں اسے اتفاق بیان کیا گیا۔ جہاں ہم نے اپنی تحریک پر اصرار کیا وہاں یہ کہا گیا کہ انہوں نے اپنی تحریک پر اصرار نہیں کیا، یہ distortion ہے اور distortion is breach of privilege اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ فی الحقیقت میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ میں اس کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر کو پیش کر سکوں اور تلافی کا کوئی نہ کوئی سامان کیا جا سکے۔

Mr. Acting Chairman : Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : This relates to me also and I join hand with Prof. Khurshid that the reporting was absolutely incorrect and distorted. As you would recollect that when you asked me whether I press the motion, I said that I can withdraw it on two conditions :

(1) that the report as soon as completed should be brought before this House;

(2) that a date should be fixed for scrutinizing, discussing and assessing the performance of intelligence agencies both civil and military.

When the learned Minister declined......*(Interruption)*

Mr. Acting Chairman : Please maintain the decorum of the House.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : When the learned Minister declined to give this assurance I clearly and categorically said that I press my motion and a report of an opposite nature appearing in TV is an absolute distortion and a serious notice of such a thing must be taken.

Mr. Acting Chairman : Mr. Illahi Bakhsh Soomro.

Mr. Illahi Bakhsh Soomro : Thank you Mr. Chairman,Sir. I would like the honourable Senators to appreciate that the Pakistan Television Corporation has a very limited time in which they have to compress the entire proceedings of the House and it is possible that a mistake do occur and the reporting is not to the utter satisfaction of the honourable Senators.

Now confining myself to the privilege motion moved by honourable Senator Prof. Khurshid Ahmed—he has raised two points. One relates to the meeting of the Chief Ministers with the army personnel on which I think a satisfactory answer was given by the Minister for Justice & Parliamentary Affairs, so that stands adjusted.

Coming to the second part, Sir, where very rightly Prof. Khurshid had the justification to move the motion, I admit that there has been a little inaccurate reporting and it is probably due to the wrong choice of words or wrong words used by the Compere for which I regret and I would ensure that such a mistake never recurs, if that is possible, Sir. So, I would request my honourable colleague not to press the motion and accept my apology.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Yes Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : دراصل اپنے دوست الٰہی بخش صاحب سے تعلقات ایسے ہیں کہ ان کی استدعا سے انکار کرنا بڑا مشکل ہے لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ فی الحقیقت ریڈیو ٹیلی ویژن کے عملے کو متوجہ کریں کہ وہ زیادہ احتیاط سے اس کام کو انجام دے۔ ۲۴ گھنٹے کافی ہوتے ہیں۔ہمارے دوسرے اخبار نویس تو بیچارے یہاں رپورٹ سن کر جاتے ہیں اور رات ۱۲ بجے تک رپورٹ فائل کرتی ہوتی ہے، آپ کو تو پھر بھی ۲۴ گھنٹے مل جاتے ہیں اور آپ کے رپورٹر کو زیادہ احتیاط سے کام کرنا چاہیئے، میں نے اس بات کی شکایت نہیں کی تھی۔ اس دن خاص طور پر ٹی وی پر سینیٹ کی کارروائی رپورٹ رات کو سوا گیارہ بجے نشر کی گئی جو اس رپورٹ کو دینے کا بڑا ہی نامناسب وقت تھا حالانکہ اس سے پہلے سیئول میں اولمپک کے بارے میں رپورٹ دے دی گئی تھی جب کہ سینیٹ کی رپورٹ ایسے مناسب وقت پر آنی چاہیئے کہ لوگ آسانی سے دیکھ سکیں اور یہ بھی میں ان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اخبارات کے مقابلے میں ریڈیو ٹیلی ویژن کی مسلسل روایت یہ ہے کہ سوالات کے جوابات میں صرف وزیر صاحب کا نام لیا جاتا ہے۔ سوال کرنے والے کا نام نہیں لیا جاتا یہ بات نامناسب ہے۔ proper reporting کیجئے خاص طور پر آپ یہ دیکھتے ہیں کہ اپوزیشن کے افراد کی دیسے تو ریڈیو ٹیلی ویژن

پر نیوز نہیں آتیں۔ صرف ایک ہی چیز ہمیں حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ سینیٹ یا نیشنل اسمبلی کی کارروائی میں کم از کم اپوزیشن والوں کی بھی بات آجاتی ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ جو بھی سوالات کرنے والے ممبران ہوں ان کا نام لیا جائے اور جو اس کا جواب دے رہا ہے اس وزیر کا نام لیا جائے اور رپورٹ زیادہ اعتدال کے ساتھ، ایمانداری کے ساتھ پیش کی جائے۔

Mr. Acting Chairman : You have not pressed it ?

Prof. Khurshid Ahmed : Yes, Sir.

Mr. Acting Chairman : You have made your point?

Prof. Khurshid Ahmed : Definitely.

Mr. Acting Chairman : Not pressed. Thank you.

Next Syed Shafqat Hussain Shah. Not present. Dropped. Next Dr. Noor Jehan Panezai.

<u>ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی</u> : شکریہ، جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتی ہوں کہ وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام پر جو دراصل ممبران پارلیمنٹ کے ذریعہ عوامی مفاد کے لئے قومی تعمیر و ترقی کا پروگرام تھا، عمل درآمد روک دیا گیا ہے۔ ممبران پارلیمنٹ کے ہاتھوں انجام پانے والے اس عوامی ترقیاتی پروگرام پر عمل درآمد روک کر اس معزز ایوان کے وقار اور استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے۔ یہ کسی فرد کا ذاتی پروگرام نہیں تھا بلکہ حکومت پاکستان کے باقاعدہ قواعد و ضوابط اور قانونی طریقہ کار کے مطابق

[Dr. Noor Jehan Panezai]

عمل در آمد کیا جاتا تھا۔ قومی اسمبلی کے رخصت ہوتے ہی اس پروگرام کو ملتوی کرنے یا منسوخ کرنے سے یہ عام تاثر پایا جاتا ہے کہ سینٹ کا کوئی تشخص نہیں بلکہ قومی اسمبلی کی وساطت اور سبب سے ہی اس کو بھی فنڈز مہیا ہوتے ہیں۔ اس تاثر سے بھی اس معزز ادارہ کی اہمیت اور نیک نامی میں کمی واقع ہوتی ہے چنانچہ اس حرکت کے خلاف ذمہ دار افراد کے خلاف مناسب کارروائی کے لئے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین: کیا اسے اپوز کیا جاتا ہے۔

Mr. Sartaj Aziz: Opposed.

جناب قائمقام چیئرمین: ڈاکٹر صاحبہ، اگر آپ اس پر کچھ مزید فرمانا چاہتی ہیں تو ارشاد فرمائیں۔ یا یس ...... سرتاج عزیز صاحب آپ اپنی سٹیٹمنٹ دیں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: میں جناب بولنا چاہتی ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین: تو پھر آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب محمد خان جونیجو صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت جو رقوم مختص کی گئی تھیں، نگران حکومتیں اس کو بلا سوچے سمجھے خرچ کر رہی ہیں۔ قوم کے قیمتی سرمایہ کو اپنی پسند یا ناپسند کے تحت خرچ کیا جا

رہا ہے۔ آج جب کہ نیشنل اسمبلی ختم ہو چکی ہے بجٹ ایلوکیشن میں یہ رکھا گیا ہے۔ چونکہ یہ پروگرام کسی فرد کا ذاتی پروگرام نہیں تھا جیسے میں پہلے عرض کر چکی ہوں اس پر حکومت پاکستان کے باقاعدہ قواعد و ضوابط اور قانونی طریقہ کار کے مطابق عمل درآمد ہو رہا تھا۔ اس پروگرام کا اثر صرف شہروں تک ہی نہیں تھا بلکہ یہ دور دراز دیہی علاقوں تک بھی پہنچ چکا تھا۔

ہمارا بلوچستان کا علاقہ بڑا وسیع ہے اور اس کی آبادی بڑی scattered ہے۔ وہاں پر سڑکوں کا پہنچنا یا پینے کا پانی میسر ہونا یا بجلی کا تصور ہی ناممکن ہو چکا تھا مگر جناب محمد خان جونیجو صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام سے تقریباً زیادہ تر دور دراز علاقوں میں سڑکیں پہنچ چکی تھیں اور بجلی پہنچائی جا رہی تھی۔ پینے کے صاف پانی کا مسئلہ بھی تقریباً حل ہو رہا تھا۔ ان حقائق سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ ان ساڑھے تین سالوں میں عوامی سطح پر لوگوں کو سہولتیں مہیا ہونی شروع ہو چکی تھیں۔ اب بدقسمتی سے ہماری جو نگران صوبائی حکومتیں ہیں وہ اس سارے فنڈ کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر رہی ہیں۔ آج جب کہ ممبر قومی اسمبلی کی قانونی حیثیت ختم ہو گئی ہے تو نگران حکومتوں کو بھی آئینی طور پر یہ حقوق حاصل نہیں ہیں کہ وہ یہ تمام رقوم ان ممبران کو بلا کر الاٹ کر رہی ہیں جو سراسر غیر آئینی ہے۔ یہ باتیں کھلی جانب داری کا اظہار ہیں۔ اس قومی بجٹ پر تمام قوم کا حق ہے۔ اگر

[Dr. Noor Jehan Panezai]

اس کو مخصوص کرنا ہے تو سینیٹ کے نمائندوں کو، جن کی کوئی آئینی حیثیت ہے مخصوص کریں، یہ ان کی سفارش پر خرچ ہونا چاہیئے اور خاص طور پر میں حکومت سے درخواست کرتی ہوں کہ اس پر خدارا غور کریں اور نگران حکومتوں کا یہ کام ہے کہ وہ غیر جانب دار رہ کر الیکشن کرائیں مگر ان کی ان حرکات سے قوم میں شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہیں اور جانب داری ہو رہی ہے۔ سینیٹ کے ممبران کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ یہ نگران حکومتیں اور خاص طور پر وزرائے اعلیٰ صاحبان کو روکا جائے اور ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے اور ان غیر آئینی حکومتوں کو برطرف کیا جائے۔ قوم اس ناانصافی کو برداشت نہیں کر سکتی۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین : ابراہیم بلوچ صاحب، آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے۔

جناب محمد ابراھیم بلوچ : میں بھی اس موشن کی سپورٹ کرتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : اچھا، آپ بھی سپورٹ کر رہے ہیں، جی، جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، پاکستان ایک فلاحی مملکت ہے اور فلاحی مملکت کے تصور سے یہ قوم کے نمائندوں کو

حق پہنچتا ہے کہ تمام ترقیاتی پروگرام ان کی نگرانی میں اور ان کے علم کے ساتھ ہوں۔ پاکستان کے چالیس سالہ دور میں یہ پہلا موقع آیا کہ نمائندگانِ قوم کی خواہشات اور معلومات کے مطابق ترقیاتی سکیمیں لی گئیں اور ان پر عمل درآمد کیا گیا۔ جس سے عوام میں ایک خاص ترقی کا رحجان بھی پیدا ہوا اور ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ کہاں سے فنڈ آیا ہے اور کہاں خرچ ہوا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے کروڑہا روپیہ ضائع ہوا۔

میں جناب والا! آپ کو کوئٹہ کا ایک قصہ سناتا ہوں کہ جب وہاں ٹھیکیدار بیٹھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ سب سے اچھا بل "بھارج بل" ہے، وہ بھارج بل (Forged) بل کو کہتے ہیں جو جون کے مہینے میں بنائے جاتے ہیں۔ اس مہینے میں بے دھڑک سکیمیں بنائی جاتی ہیں complete ہوتی ہیں، سرٹیفکیٹ لئے جاتے ہیں۔ پھر ان کے حصے ہوتے ہیں جو کہ میرے خیال میں ۴۵ فیصد کے حساب سے ہوتے ہیں لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ قوم کا پیسہ خرچ کرنے میں قوم کے چند بیوروکریٹس یہ اختیار رکھتے ہیں۔ پیسہ قوم کا ہے، قوم کے نمائندے ہیں، آپ ان کو اس کام میں شریک نہیں کرتے۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ ضرورت کے مطابق عوامی نمائندگان ان تمام سکیموں کی نشاندہی کریں، جیسے کہ ہم آج تک کام کرتے رہے ہیں۔

جناب والا! میں خود اپنے فنڈ کے متعلق بتاتا ہوں کہ میرے

[Nawabzada Jehangir Shah]

پاس ایک کروڑ چالیس روپے کا بجٹ تھا تین سال میں صرف ۵۸ لاکھ روپے خرچ کر سکے ہیں، اس میں سے میں نے ۱۴ ٹیوب ویل لگوائے ہیں جن پر گورنمنٹ کا پانچ لاکھ روپے کے حساب سے خرچ ہوتا تھا - لیکن اب ایک لاکھ میں ٹیوب ویل بھی لگا، کنکشن بھی لگوایا - اور پانی اڑھائی سو فٹ سے نکالا - یہ ایسی معمولی باتیں نہیں ہیں - اب جیسا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے خود فرمایا کہ نیشنل اسمبلی ختم ہو گئی ہے تو اس فنڈ کو بند کیا گیا ہے اور پھر یہ فنڈ صوبائی حکومتوں کے ہاتھ میں دیا گیا، اب یہ فنڈ کس طرح استعمال ہو رہا ہے جو ان کے ساتھ ہیں ان کے لئے فنڈ کھل گئے ہیں، ان کی سکیمیں منظور ہو گئی ہیں اور جو ان کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں ان کی سکیموں کو بند کر دیا گیا ہے - یہ تو ایک طریقے سے ترغیب دی جا رہی ہے کہ آپ خواہ مخواہ ایک طبقے کی طرف جھک جائیں اور ایک ناجائز طریقے سے ایک ترازو کے پلڑے میں چلے جائیں، وہ یہ اس لئے کر رہے ہیں -

میں جناب عرض کرتا ہوں کہ صرف یہی کہ سال میں ۴۰، ۵۰ لاکھ کی سکیمیں ہی ممبران کو دی جائیں بلکہ تمام امپورٹ اور ایکسپورٹ کے سلسلے میں بھی کمیٹیاں ہوں، چاہے یہ ڈیفنس کی ہوں چاہے وہ کسی اور موضوع پر ہوں، جتنی بھی ایسی سکیمیں بنیں ان پر نگران کمیٹیاں ہوں، وہ ان کی نگرانی کریں، ان سے منظوری لیں تاکہ وہ جو ڈاکٹر محبوب الحق صاحب

نے فرمایا تھا کہ ۴۰ ارب روپیہ سال میں خورد برد ہو جاتا ہے .....

جناب قائمقام چیئرمین : نوابزادہ صاحب ، اس تحریک استحقاق کی ایڈمیسیلبٹی پر آپ بات کریں۔ آپ امپورٹ ایکسپورٹ کی بات کر رہے ہیں۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ سب سے بڑی بات تو یہی ہے کہ ہم ڈویلپمنٹ کس لئے کرتے ہیں۔ اس قوم کو ڈویلپ کرنے کا کونسا طریقہ بہتر ہے۔ کیا یہ طریقہ بہتر ہے کہ آپ چند بیوروکریٹس یا چند محکموں کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ قوم کو تاریکی میں رکھ کر جو مرضی ہو کریں یا یہ بہتر ہے کہ قوم کے سامنے ہر ایک چیز ہو تاکہ ہر شخص کو پتہ ہو کہ کہاں سے پیسہ آیا ہے، کہاں خرچ ہوا ہے۔ کون سی سکیم ضروری تھی کون سی غیر ضروری ہے۔ کہیں اس میں خورد برد تو نہیں ہوا۔ اب آپ خود خیال کریں کہ اگر آپ قوم کو تاریکی میں نہ رکھیں تو یقیناً فنڈ کا صحیح استعمال ہوگا اور ملک ترقی کرے گا، سڑکیں بھی بنیں گی۔ ہم نے ایک سڑک اکہتر ہزار روپے میں بنائی تھی۔ میٹلڈ روڈ لسبیلہ میں بنی ہے۔ اب وہی ۵ لاکھ میں بن رہی ہے، دس لاکھ خرچ ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ پریویلج بنتا ہے۔ اور یہ چیز دیکھنا ہے کہ جو چیز ہو وہ قوم

[Nawabzada Jehangir Shah]

کے سامنے ہو۔ قوم کے نمائندوں اور قوم کے سامنے کھلی ہو۔ ان الفاظ کے ساتھ میں زور دیتا ہوں کہ یہ پریویلج بنتا ہے۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین: اب نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے بقیہ کارروائی نماز کے بعد ہو گی۔ لہٰذا ۶-۵۰ تک اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House adjourned for Maghrib prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Acting Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair]

جناب قائمقام چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پروفیسر صاحب آپ اس ایڈجرنمنٹ موشن پر بولنا چاہیں گے۔

پروفیسر خورشید احمد: بلا شبہ ان کا حق پہلے تھا۔

جناب قائمقام چیئرمین: آپ فرمائیے۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! جو مسئلہ اس وقت آپ کے سامنے زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کی ایک پالیسی کے تحت جسے دو ایوانوں کی تائید حاصل تھی یہ مسئلہ کسی شخص کا ذاتی نہیں تھا یہ مسئلہ کسی کی پسند یا نہ پسند کا نہیں تھا بلکہ دونوں ایوانوں کی تائید اس کو حاصل تھی۔ اس پالیسی کے

تحت منتخب نمائندوں کو ملک کے ترقیاتی معاملات میں ایک کردار ادا کرنے کی صورت پیدا کی گئی۔ میں یہ وضاحت کردوں کہ کچھ لوگوں نے یہ بات کہی ہے اور اخبارات میں یہ بات آئی ہے، یہ رقم نمائندوں کے ذاتی تصرف میں تھی یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہمارا اختیار صرف اتنا تھا کہ ہم تعلیم، صحت اور چند متعین معاملات کے اندر اپنی اسکیمیں پیش کر سکتے تھے۔ وہ اسکیمیں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ approve کرتا تھا اور ان اسکیموں پر خرچہ بھی متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہی کرتا تھا، ہمارا رول صرف یہ تھا یعنی ہمیں اس بات کا اختیار حاصل تھا کہ ہم ان اسکیموں کو initiate کر سکتے تھے اس کے نتیجے کے طور پر فی الحقیقت developmental efforts جو ہیں ان میں زیادہ حقیقت پسندی آئی اور بہت سے ایسے پراجیکٹ جو عام طور پر پلاننگ میں نہیں آرہے تھے ان کی طرف توجہ دی گئی۔ مثال کے طور پر میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میرا تعلق چونکہ اپوزیشن سے ہے اس لئے اس معاملے میں بھی سابقہ حکومت کا رویہ ہمارے ساتھ بڑا منتقمانہ تھا۔ ہماری سکیموں کو delay کیا جاتا تھا، ٹالا جاتا تھا، آخری وقت میں آکر ہم کہیں ان کو مکمل کرواپاتے تھے اور جن کو منظور کروالیا ہے، ان میں سے بھی تین سال میں میری صرف پانچ اسکیموں پر عمل ہو سکا ہے باقی سب معلق ہیں جن پر تقریباً کوئی ساٹھ لاکھ کے قریب خرچہ آنے والا ہے۔ میں چونکہ سندھ سے ہوں، اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

لئے کوشش کی کہ دو پراجیکٹ کراچی میں ہوں، ایک ٹھٹھ میں اور ایک حیدر آباد میں ہو، میں نے اس بات کی کوشش کی کہ پورے سندھ کو اپنے ساتھ لے کر چلوں، یہ نہ کروں کہ میں چونکہ کراچی میں رہتا ہوں اس لئے ان اسکیموں کا صرف کراچی کے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

جناب والا! ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق اس امر کی کوشش کی ہے کہ ان اسکیموں کا فائدہ ملک کو پہنچے لیکن جو قانونی پوائنٹ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ پالیسی کسی ایک فرد کی پالیسی نہیں ہے اور محض اس لئے کہ جونیجو صاحب کو ہٹا دیا گیا ہے، اس لئے اس ساری پالیسی کو ختم کر دیا جائے، اور وہ چیزیں جن کو دونوں ایوانوں کی تائید حاصل تھی، ان کو ختم کر دیا جائے، یہ بڑا غلط اقدام ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سینیٹ موجود ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایم این اے اور ایم پی اے اس وقت نہیں ہیں اور جتنی ان کی اسکیمیں زیر غور آ چکی ہیں ٹھیک ہے ان پر عمل درآمد ہو گا اور آئندہ ان کو کوئی اسکیمیں نہیں دی جائیں گی تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے لیکن سینیٹ کے اراکین موجود ہیں، سینیٹ موجود ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہی اقدام سینیٹ کے بارے میں بھی کیا گیا ہے۔ ہاں اگر گورنمنٹ اپنی پالیسی کو بدلنا چاہتی ہے آئندہ سے، تو اسے وہ ایوان میں لائے اس پر بحث کرے اور جس طریقے سے ماقبل کی پالیسی کو ہم سب کی تائید حاصل تھی، اگر حکومت ایوان کی تائید سے

نئی پالیسی بنا لیتی ہے تو ہم پھر اس پر اصرار نہیں کر سکتے لیکن جب تک ایوان میں آکر کوئی پالیسی نہیں بنتی، ایک ایسی پالیسی جس پر دونوں ایوانوں کی تائید حاصل تھی، اس کے تحت arbitrarily وسائل کی فراہمی کو روک دینا، فی الحقیقت privilege کا violation ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے۔

میں اس وقت اس قسم کے دلائل نہیں دے رہا جو میں پہلے دے چکا ہوں اس لئے کہ میری نگاہ میں پریویلج کے تصور کو اس محدود انداز میں تعبیر کرنا، جو چند پرانی ٹیکسٹ بکس میں لکھا ہوا ہے، درست نہیں ہے اور میں اس سے پہلے کئی مواقع پر نئی روایت بتا چکا ہوں اور میں نے بتایا ہے کہ تیس، پینتیس میدان ایسے ہیں، جن میں دنیا کی مختلف پارلیمنٹس سے پریویلج کے دائرہ کو وسیع تر کرکے interpret کیا ہے۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم لکیر کے فقیر بنے رہیں۔ وہ چیزیں کہ جن سے حقیقی مسائل پیدا ہو رہے ہوں یا سینیٹرز کوئی اچھا کام کر رہے تھے جو ایک قانون کے تحت کر رہے تھے، اس کو روکا جا رہا ہے، تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم پریویلج کے تصور پر از سر نو نگاہ نہ ڈالیں اور ان تمام پہلوؤں کو شامل کرکے ان معاملات کو طے نہ کریں۔ میں چاہوں گا کہ آپ اس معاملے میں جلدی فیصلہ نہ کریں اور اس معاملے میں آپ بہت ہی محدود جو تعبیرات ہیں، اس دائرے

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں اپنے آپ کو مقید نہ کریں بلکہ آپ کوشش کریں کہ جس طرح دوسری پارلیمنٹس نے اس معاملے میں وسعت کا ثبوت دیا ہے، بالغ نظری کا ثبوت دیا ہے، آزادی کا ثبوت دیا ہے، fresh initiatives لئے ہیں آپ بھی اس معاملے میں زیادہ وسیع القلبی کا مظاہرہ کریں اور پریویلج کے تصور کو جن شکنجوں میں ہم نے کس دیا ہے، اس سے اس کو نکالیں۔ اس لئے کہ یہ ایسا تصور ہے جس کے ذریعے پارلیمنٹ، ایگزیکٹو پر اپنے اقتدار کو اپنے اثرات کو اپنے کنٹرول کو بڑھا سکتی ہے۔ خدارا، اس کو آپ محدود نہ کریں بلکہ جائز حدود کے اندر اس کے ارتقاء کے اور اس کی وسعت کے امکانات جو ہیں، ان کو آپ ملحوظ رکھیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس تحریک استحقاق کی حمایت کرتا ہوں، شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر صاحب، ایک کمیٹی میں ابھی پچھلے سال ہی The Rules of Procedure and Conduct of Business فریم ہوئے تھے اور آپ کو پریویلج کی definition کا اگر سکوپ بڑھانا تھا تو یہ اس کمیٹی کے ذریعہ ہو سکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ Chair as such اسکی interpretation تو نہیں کر سکتی۔ اگر ہاؤس کی مرضی ہو اور گورنمنٹ کی مرضی ہو تو اس کے لئے fresh amendments دوبارہ آئیں اور آپ اسے بڑھا دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین!
آپ کی اس observation کا بہت شکریہ اور اس سے مجھے
اس بات کا موقع ملتا ہے کہ میں وضاحت کروں کہ جہاں تک
رولز کا تعلق ہے، رولز کے اندر اس بات کی گنجائش ہے
کہ narrow interpretation ہو سکے یا ایک وسیع تر interpretation
ہو سکے۔ interpretation کے لئے آپ کو دیکھنا پڑے گا precedents
کو، خود قانون کا معاملہ بھی یہی ہے، قانون کے الفاظ کی تاویل
جو ہے وہ پھر precedents سے ہوتی ہے اور precedents
میں دیکھنا پڑتا ہے کہ کس کس قسم کے معاملات ہوئے ہیں بمثال
کے طور پر آپ یہ دیکھیئے کہ قانون absolute equality کا ذکر
کرتا ہے equality کو لے لیجیئے۔ equality کا قانون جو ہے وہ
امریکہ میں امریکی دستور کے تحت وجود میں آیا اور دستور نے
کہا کہ All citizens are equal لیکن عدالتوں نے ایک اسٹیج پر
equality کے یہ معنی لئے کہ Black اور White ساتھ ساتھ نہیں
پڑھ سکتے، ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتے البتہ equality کے معنی
یہ ہیں کہ Black کے لئے تعلیم کا انتظام ہو، White کے لئے
بھی، پھر اسی عدالت نے بعد میں اس کی یہ نئی interpretation
کی کہ equality کے معنی یہ ہیں کہ ایک ہی ادارے میں دونوں کو
تعلیم پانے کا حق حاصل ہے۔ تو معلوم ہوا کہ الفاظ تو وہی رہے
لیکن بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں اس کو interpret
کیا گیا۔ یہ معاملہ پریویلج کا ہے۔ پریویلجز کا قانون تو تقریباً

[Prof. Khurshid Ahmed]

چھ سو سال سے چل رہا ہے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ پریویلج کا قانون بنیادی طور پر پارلیمنٹ اور بادشاہ کے درمیان جو جنگ تھی، اس کی بنا پر پیدا ہوا تھا تاکہ بادشاہ جو اس وقت sovereign تھا اور کلی اختیار رکھتا تھا، فوج اس کے پاس تھی، وہ پارلیمنٹ کو مجبور نہ کر سکے۔ اس طرح پارلیمنٹ نے اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے یہ لڑائی لڑی اور یہ لڑائی پانچ سو سال سے مختلف ادوار سے گزری ہے، آج بھی گزر رہی ہے۔ تو فطری طور پر ان حالات اور precedents کی روشنی میں ان الفاظ کی تعبیر کی گنجائش موجود ہے، وہ flexible ہے اور آپ کو اس معاملے میں پریشان نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ رولز میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ہمیں رولز کی تعبیر کو زیادہ وسعت دینی ہوگی۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین : آپ نے صحیح فرمایا کہ interpretation وہاں بھی عدالتیں کرتی ہیں اور یہاں بھی Chair نے یہی attitude maintain کیا ہے کہ interpretation کا جو معاملہ ہے، وہ عدالتوں کے through ہوگا۔ جناب سہراب خان کھوسو صاحب۔

جناب سہراب خان کھوسو : جناب! میں محترمہ نور جہاں پانیزئی کی تحریک کی حمایت کرتا ہوں۔ نگران حکومتیں صرف الیکشن کرانے کے لئے ہیں، وہ اپنی مرضی سے فنڈ خرچ کرنے کے لئے نہیں

ہیں۔ سینیٹ جب موجود ہے، پہلے بھی اس کی سفارش پر کام ہوتے تھے، صرف سفارش کی جاتی تھی، پیسے کوئی ہماری جیب میں نہیں جاتے تھے۔ یہ غلط کہا گیا ہے کہ یہ خورد برد ہوئے ہیں۔ ابھی ہر چیز نگران یا قائم مقام حکومت کے تحت ہے، اور اس کی بات تو مانی جا رہی ہے لیکن سینیٹ موجود ہے، اس کی بات نہیں مانی جا رہی ہے۔ ان کی ہر چیز کو oppose کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ ہم جو چیزیں recommend کریں ان پر عمل کیا جائے اور نگران حکومتیں صرف غیر جانب دارانہ انتخاب کروائیں۔ شکریہ!

میر یوسف علی خان مگسی : جناب والا! میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : جناب مگسی صاحب۔

میر یوسف علی خان مگسی : جناب والا! میں تو ایک لٹھوار، چٹھوار بلوچ ہوں، ایسی مسجع و مقفیٰ اردو بول نہیں سکتا۔ میں ایک چیز نہیں سمجھ سکتا کہ ۱۹۸۵ء میں الیکشن ہوئے اور ہمیں لوگوں نے نمائندے منتخب کر کے یہاں بھیجا یعنی ایک مرحوم قومی اسمبلی اور مغفور صوبائی اسمبلیوں میں ہمیں فنڈز ملے۔ جب قوم نے ہم پر اعتماد کیا تو پھر کون سی باڈی ہے جو ہم پر اعتماد نہیں کرتی .....

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ!

میر یوسف علی خان مگسی : " شکریہ " کی کوئی بات نہیں میں نے ابھی اپنی تقریر ختم نہیں کی۔

جناب قائمقام چیئرمین : اچھا فرمائیے۔

میر یوسف علی خان مگسی : " فرمائیے نہیں "۔ مجھے فرمانے کا حوصلہ ہے اور آپ کو سننے کا حوصلہ۔ یعنی یا تو ہم یہ توقع رکھیں کہ جس قوم نے صوبائی اسمبلیوں کو چنا وہ بے وقوف ہے جو کہ " نہیں " ہے۔ اچھا اگر بے وقوف نہیں ہے تو وہ " وقوف " والے ہیں اور پھر جنہوں نے مرحوم قومی اسمبلی کو چنا، یہ بھی " وقوف " والے ہیں۔ پھر " وقوف " والوں نے ہمیں چنا تھا۔ تو پھر ہم " بے وقوف " ہیں کہ ہمارے فنڈز ختم ہوتے ہیں What is the point? جواب دیں نا ....؟ سیدھی بات کرنی ہے، صاف بات کرنی ہے، کھلی بات کرنی ہے۔ پروفیسر صاحب جیسی قابلیت مجھ میں نہیں ہے، میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتا ہوں۔ جاوید جبار بھائی نے احسان کیا کہ انہوں نے مجھے اپنا ٹائم دیا۔ میں وہ بات نہیں کرتا۔ بات کرو تو سیدھی کرو اور صاف کرو۔ What is the game? کس کو الو بنا رہے ہو، قوم کو الو بنا رہے ہو،.. قوم کے نمائندے تو ہم ہیں۔ آپ بھی اسی فورم میں چنے گئے تھے۔

(************)†

جناب قائمقام چیئرمین : جناب جاوید جبار صاحب۔

---

† (یہ الفاظ بحکم قائم مقام چیئرمین حذف کیئے گئے)

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, I invite your attention to the fact that in determining the admissibility of this motion please refer to four possible sources of defining the privilege of the Senate.

Firstly, the act of the Parliament of Pakistan which codifies privilege and that is largely physical privilges as codified by the previous—not the previous the one before that *i.e.* 1970s National Assembly, that is the literal codification of privileges. The second Mr. Chairman, the source of defining the privilege of this House is precedents and example found in other parliamentary democracies which is a normal conventional practice to look at precedents in order to determine our own privileges.

Thirdly, Mr. Chairman, I refer your attention to the well known dictum that is repeated in Kaul, it is repeated in May's book, it is repeated in all sources of parliamentary commentary that each legislature is the sole arbiter of its own privileges. No legislature is bound by any previous law or regulation in determining what constitutes its privilege; and fourthly, Mr. Chairman, the concept of privilege that we are talking about is not physical personal privilege, it is not self-privilege. It is the privilege of the people of Pakistan. So, therefore, in defining the admissibility of this privilege motion, please bear in mind we are not asking for personal comforts or concessions and may I invite your attention to the fact that the implementation of the development scheme commenced about 6 to 8 months after they had been announced. In fact, most of the schemes were implemented 10 months after the announcement. So, already if I have the attention of the honourable Federal Minister for Local Government who is very sincere and dedicated individual I hope that he will support the contention that simply because there was an administrative delay in the implementation mechanism the members of Parliament are being the victims of the fact that the National Assembly was dissolved on the 29th of May and because new schemes had not been submitted for that particular year no funding allocations could be made available and the whole system had to be scrapped. That argument in determining the admissibility of this motion is not tenable because from the very beginning there has been a 10-month delay in the implementation of the development schemes and lastly, Mr. Chairman, even if the National Assembly stands dissolved the Senate is a permanent body and any action that gives a benefit to the members of Parliament on behalf of the people of Pakistan becomes equivalent to a codified privilege. Thank you.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Muhammad Ali Khan.

جناب محمد علی خان : جناب چیئرمین صاحب! ایک شاعر فرماتے ہیں کہ ؎

چپ رہنا بھی ایک گناہ ، کچھ کہنا بھی ایک گناہ
اپنے آپ سمندر ہو کر خود بہنا بھی ایک گناہ

جناب والا! ڈاکٹر صاحبہ نے آج اس معزز ایوان میں ایک بہت ہی اہم موضوع بحث کے لئے پیش کیا ہے۔ اگر اس بارے میں ہم خاموشی اختیار کریں اور ان کی تائید میں کچھ نہ کہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نہ صرف پچھلی حکومت کے ساتھ ناانصافی کریں گے بلکہ قوم کا بھی بڑا نقصان کریں گے اور خاص کر چھوٹے صوبوں میں رہنے والوں کے ساتھ ہم زیادتی کرنے کے مرتکب ہونگے۔ لہٰذا میں اس ضمن میں ڈاکٹر صاحبہ کا اس اہم مسئلہ پر ہمنوا ہوں۔

جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ سابق وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو نے ۲۰ سال کے بعد جب ملک سے ایمرجنسی ختم کی اور مارشل لاء اٹھایا تو اسی دن سے جمہوری قوتوں اور مارشل لائی اذہان رکھنے والوں کا تصادم شروع ہو گیا۔ جس کا نتیجہ ۲۹ مئی کی منحوس شام کو ہوا۔ یعنی بغیر کسی جواز کے نیشنل اسمبلی توڑ دی گئی اور مسلم لیگ کی ایک ہر دلعزیز اور مضبوط حکومت کو بھی ختم کر دیا گیا۔ اب کوشش کی جا رہی ہے کہ ان کے جو اچھے پروگرام ہیں ان کے جو اچھے کام ہیں۔

قومی تعمیرات کا انہوں نے جو پانچ نکاتی پروگرام پیش کیا اس کو بھی اب عوام کے ذہنوں سے محو کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جناب والا! سنٹرل اسمبلی توڑ دی گئی، ٹھیک ہے توڑ دی گئی ہے لیکن سینیٹ تو برقرار ہے۔ اس کی جتنی بھی مراعات ہیں وہ اب تک باقی ہیں اور اگر ان مراعات کو بھی ختم کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف سینیٹ سے زیادتی ہوگی بلکہ اس ملک کے آئین سے بھی مذاق ہوگا۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ جو رقم ان ممبران کے لئے سالانہ مقرر کی گئی ہے وہ بحال کی جائے اور آپ کو بھی یہ معلوم ہے جناب والا! کہ یہ رقم کسی کو ملتی نہیں ہے۔ ممبرز صرف اسکیمیں مرتب کر کے دیتے ہیں۔ پھر ان اسکیموں کی تکمیل کرنے والے تین ادارے حکومت کے پاس ہیں۔ وہ ہیں ڈسٹرکٹ کونسلز، رورل ڈویلپمنٹ والے اور C & W تو چاہئیے کہ جو on going schemes ہیں اور نامکمل رہ گئی ہیں اور اس سال جو ممبران نے سکیمیں دی ہیں ان کے لئے بھی رقومات دی جائیں تاکہ عوام میں جو بددلی پیدا ہو رہی ہے اور ایک قسم کی ملک میں کیفیت طاری ہے وہ ختم ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ واقعی اس ملک میں موجودہ وقت میں بھی جمہوریت کے کچھ چراغ جل رہے ہیں اور لوگ کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ بند کیا گیا تو اس ایوان کی توہین بھی

[Mr. Muhammad Ali Khan]

ہو گی اور اس کے استحقاق پر بھی حرف آئے گا۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی ذاتی کوششوں کی وجہ سے اس کو بحال کریں گے۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ! جناب حسن اے شیخ صاحب۔

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, so far as the rules are concerned, they relate to the privilege of the individual members and privilege of the House. Rules do not define privilege. But as Mr. Javed Jabbar said that there are certain sources of privilege which you should take into account and consider very thoroughly for the purpose of determining the admissibility of these questions that have been raised before you. Sir, in England the Speaker was called Speaker. He never spoke in the House but he spoke on behalf of the House to the King, for the purpose of preservation of the privileges of the House and the Members. In this process two Speakers were to beheaded. I don't want you to take that risk, one king was also to beheaded. But that is how the privilege of the House can be maintained, that is how the privilege of a parliament can be maintained, that is how the privilege of the House of Parliament can be maintained, and you have got to be bold enough, Sir, for the purpose of democracy, for the purpose of pro-peoples activities in this country to assert yourself on behalf of the Members. You have heard so many members speaking of privilege as far as this particular motion is concerned.

Mr. Acting Chairman : Please confine yourself to the admissibility.

Mr. Hasan A. Shaikh : I am coming to the admissibility. I am not speaking anything beyond the admissibility. How may we define the admissibility of the privilege? First you define what is privilege ? I think, Sir, the privilege is a concession, a prerogative granted to a Member of the House. If it is withdrawn, if it is affected, if it is otherwise interfered with, then it is a privilege that is being breached. As simple as that it is a privilege that is being breached, and you should Sir, on behalf of this House rise to accept this motion of privilege. Leave it to the privileges Committee to decide as to how the privilege has been breached ? Sir, the simple question is as we had been given privilege to spend Rs. 50 lacs a year on five schemes ; the money was never handed over to us. We were only the sponsors of the schemes. The money was given to the agencies of the Government for the purpose of expenditure. So, that is a privilege of the House, that is a privilege of the every member to ask you to protect us from interference

of the Government and protect us from this present Government doing anti-people act. For this present Government is doing anti-democratic act and killing the democracy in its infancy. Thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Qazi Abdul Latif.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور یہ میری تائید غیبی ہے کہ میں نے شروع میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ دلانی چاہی تھی جس کو آپ نے کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قومی اسمبلی کے اراکین ہم سے بہت زیادہ فائدہ میں رہے۔ ہم زیادہ خسارے میں رہے۔ اگر ہم کو توڑ دیا جاتا تو وہ اس سے بہتر تھا۔ سوال یہ ہے کہ جو مراعات ہمیں دی گئی تھیں وہ بھی ہم سے چھین لی گئی ہیں۔ ان کی معذوری قوم کے سامنے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری رکنیت ختم ہوگئی ہمارے پاس مراعات نہیں رہیں تو وہ معذور سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم ممبر ہو، تم اراکین ہو، تمہاری پارلیمنٹ باقی ہے اور تمہارے حقوق باقی ہیں اس کے باوجود بھی ۸۷ء کا فنڈ آج تک ہمیں ملا نہیں ہے جب کہ بارہا یہاں کہا جا چکا ہے کہ بھئی ۸۸ - ۸۷ء کا فنڈ جب کہ ۸۹ - ۸۸ء کا بھی ایک حصّہ گزرنے والا ہے اس کے باوجود بھی گومگو کی پالیسی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یا تو کھلم کھلا جواب دے دو اور یا کھلم کھلا کہہ دو کہ آپ کی یہ مراعات ہیں، آپ کو دی جا رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے جس طرح انہوں نے فرمایا جو نیجو کے

[Qazi Abdul Latif]

حکومت سے میرے اختلافات تھے اور ہیں لیکن اس کے باوجود بھی انھوں نے نوکر شاہی کے پنجے سے ممبروں کو نکالنے کے لئے یہ فنڈز دیئے تھے تاکہ آپ اپنی ضروریات کے مطابق جو آپ کی ضروریات ہیں انہی کے مطابق اسے صرف کریں اور اسے خرچ کریں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہمیں پھر یہ کہا جارہا ہے کہ صوبائی اسمبلی سے یا صوبائی اراکین سے صوبائی حکومت سے منظوری لے کر، جب آپ وہاں سے منظوری لے کر یہاں آئیں گے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم پھر ان کے محتاج بن گئے۔ تو ہمیں دینے کا فائدہ کیا ہوا۔ ہم جب کہتے ہیں کہ میری ضروریات یہ ہیں۔ بھئی میں کہتا ہوں کہ میرے سر میں درد ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں آپ کی ٹانگ کا علاج کریں گے۔ تو میں اپنی ضروریات کو خود جانتا ہوں اور اسی بنیاد پر ان کو نوکر شاہی کے پنجے سے نکالا گیا کہ اپنی ضروریات خود متعین کریں۔ جہاں تک فنڈز میں بدعنوانیوں کا تعلق ہے کسی نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ان کی تحقیقات نہ کی جائے۔ ان کی تحقیقات کی جائے اور جن لوگوں نے بدعنوانیاں کی ہیں انکو سزائیں دی جائیں۔ لیکن جو لوگ دیانت داری سے ایمانداری سے اپنے فنڈز خرچ کر رہے ہیں۔ میں نے اپنے فنڈ سے ان تین سالوں میں ۸۵ مدارس دیئے ہیں اور آب نوشی کی اسکیمیں دی ہیں۔ آبپاشی کی اسکیمیں دی ہیں۔ سڑکوں کی اسکیمیں دی ہیں۔ اس وقت میرے فنڈز میں دو ڈسپنسریاں ہیں اور آبپاشی ہے،

آب نوشی ہے۔ یہ اس وقت اس میں اٹکے ہوئے ہیں۔ لیکن آج تک ہمیں صاف جواب نہیں مل رہا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ تو میں تو یہی کہوں گا کہ

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

اتنی گزارش ہے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں۔

جناب قائمقام چیئرمین : خدا خیر کرے۔ قاضی صاحب، شکریہ!

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : This side of the House also needs your attention.

جناب قائمقام چیئرمین : جی محسن صدیقی صاحب، شکریہ!

جناب محمد محسن صدیقی : جناب والا! اس تحریک استحقاق کی میں بھرپور طریقے سے تائید کرتا ہوں اور جن دلائل کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے میں انہیں دہراؤں گا نہیں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جاوید جبار صاحب نے جو چار کیٹگریز اس میں مقرر کی ہیں اس کے علاوہ بھی ایک کیٹگری ہے جو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھول گئے ہیں۔ کچھ ایسے استحقاق ہیں کہ جب پارلیمنٹس معلق ہیں اور جب حکومتیں بنتی ہیں تو وہ عوامی نقطۂ نگاہ سے یہ سوچتے ہیں کہ عوام کے مفاد کے لئے عوام کے نمائندوں کے ذریعے کون سے کام ایسے کیئے جا سکتے ہیں جن میں بیوروکریسی اور دوسرے عمال کا کوئی ایسا ہاتھ نہ ہو کہ جس سے وہ اس میں خورد برد

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

کر سکیں۔ چنانچہ میں نہیں سمجھ سکتا اور میرے ذہن، میرے شعور اور تخیل سے یہ بات باہر ہے کہ کیسے اس میں کرپشن کی شکایت ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ پیسہ نہ براہ راست کسی ممبر کے پاس آتا ہے نہ اس کے اخراجات ممبر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ اصل میں وہ پیسہ ایک ممبر کی حیثیت سے اس لئے ملتا ہے کہ آپ اپنے علاقوں میں جو جو ضروریات کی چیزیں ہیں جس کی عوام مشکلات محسوس کر رہے ہیں وہ کی جائیں اور اس سلسلے میں جو مراعات دی گئی ہیں ان کو واپس لینا کسی نوعیت سے صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ایوان ابھی قائم ہے یہ ایک مستقل ادارہ ہے جس میں تین تین سال کے بعد کچھ تبدیلیاں ہوتی رہیں گی۔ تو یہ ادارہ ایسا ہے جو صوبوں سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ ہمارے فنڈز کسی خاص حلقہ انتخاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ پورے صوبے میں خرچ کئے جا سکتے ہیں۔ ان مقاصد کے لئے جو خود حکومت نے متعین کئے ہیں تو ایسی شکل میں اگر ان میں کوئی کمی کی جاتی ہے ان کو ختم کیا جاتا ہے ان کو کالعدم کیا جاتا ہے یا ان کو واپس لیا جاتا ہے، تو یہ یقیناً ایوان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس کو دیکھیں اس نقطہ نگاہ سے کہ ہم عوامی نمائندے جب یہاں آتے ہیں تو اپنے عوام کے لئے کیا لے جاتے ہیں؟ بس یہی کہ ان کے حقوق کے لئے یہاں پر اپنی آواز سے بازگشت پیدا کریں تاکہ حکمرانوں کے

محلوں میں وہ آواز پہنچے اور ان کے ذہنوں میں عوام کے لئے کچھ ہمدردی پیدا ہو یا جو لوگوں کو تکالیف ہیں یا جن لوگوں پر بے بسی کا عالم ہے، اس کا ازالہ ہو ایک مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ میرے علاقے میں ٹھٹھہ ایک بہت ہی پسماندہ علاقہ ہے جس کے ۲۷ گاؤں ۱۹۶۰ میں کراچی میں شامل کر دیئے گئے تھے مگر ایڈمنسٹریٹو مشنری اس قدر رہی کہ نہ کراچی والوں نے اس کا نوٹس لیا اور نہ ٹھٹھہ والوں نے اس کا نوٹس لیا۔ آپ کو سن کر تعجب ہوگا کہ وہاں پینے کا پانی بھی لوگوں کو میسر نہ تھا۔ اتفاق سے میری فیکٹری اسی علاقے میں ہے جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ لوگ فیکٹری پر سینکڑوں کی تعداد میں گھڑے لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ معلوم ہوا کہ اس علاقے میں نہ صرف اس گاؤں میں بلکہ اس کے قرب و جوار کے گاؤں میں بلکہ پورے علاقے میں پینے کا پانی نہیں ہے۔ اسی وقت میرا دل بھر آیا اور میں نے آکر سب سے پہلے اس کے لئے اسکیمیں دیں کہ وہاں کے رہنے والوں کے لئے پانی کا انتظام کیا جائے۔ عوامی نمائندے دراصل جب عوام کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان کی مشکلات حل کرتے ہیں اور ان کی ضرورت کا پورے طریقے سے تجزیہ کرتے ہیں اور جب وہ اسکیم بنا کر دیتے ہیں تو پھر وہی ادارے...... وہ پیسہ کیسے خرچ ہوا وہ کے۔ڈی۔اے۔کے ذریعے خرچ ہوا اور صرف ہمارا کام یہ تھا کہ ہم دیکھیں کہ کے۔ڈی۔اے۔کے عمال اور کے۔ڈی۔اے۔کے افسران اس میں بدعنوانیاں نہ کریں وہ پرسنٹیج نہ لیں جو اپنے دوسرے کاموں میں وہ لیا

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

کرتے ہیں - دراصل یہ ایک نیک مقصد کے لئے اس حکومت کا بہت اچھا اور مثبت قدم تھا کہ عوامی نمائندوں کو...... اب آپ دیکھئے آئندہ الیکشن آنے والے ہیں۔

جناب قائمقام چیئرمین : محسن صاحب ذرا مختصر کیجئے۔

جناب محمد محسن صدیقی : جی ہاں میں صرف اسی پر عرض کروں گا - آئندہ الیکشن آنے والے ہیں - انٹیرم گورنمنٹ کے جو لوگ بھی اس وقت برسر اقتدار ہیں ، انہیں بھی یہ احساس ہونا چاہیئے کہ وہ عوام کے سامنے جواب دہ ہیں ۔ انہیں عوام کے سامنے جانا ہوگا اور اگر وہ عوامی نمائندوں کے حقوق پر اس ایوان میں بیٹھ کر کوئی اس قسم کے فیصلے کریں گے تو یہ یقین مانیں کہ ہم تو جائیں گے عوام کے سامنے اور یہ شکوے اور شکایت کریں گے مگر لوگ ان کے گریبان بھی پکڑیں گے اس لئے ان حقوق کو جو یقیناً نہایت ہی مثبت ہیں، نہایت ہی مفید ہیں، عوام کے اہم مقاصد کے لئے ہیں، ان کو کسی طریقے سے پامال نہ کیا جائے اور انہیں اسی طرح رکھا جائے ۔ میں تو اس حد تک جاؤں گا کہ اس میں کوئی کٹوتی بھی نہ کی جائے ۔ پچاس ہزار کی رقم تھی تو اسے چالیس ہزار کیوں کیا جائے ؟ پچاس ہزار کی رقم میں دس ہزار کی کٹوتی بھی نہ کی جائے ۔ اس لئے کہ یہ رقم خود بہت ہی قلیل سی رقم ہے ۔ اس میں بہت ہی کم اسکیمیں بن سکتی ہیں۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ چاہے قانونی نقطۂ نگاہ سے

دیکھیں چاہے رولز آف بزنس کے لحاظ سے دیکھیں ہر طریقے سے یہ موشن نہایت ہی ان آرڈر ہے۔

جناب قائمقام چیئرمین : جناب اعجاز علی جتوئی صاحب۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : شکریہ جناب چیئرمین ! میں اس تحریک کی تائید کرتا ہوں اور صرف اتنا عرض کروں گا کہ سینیٹرز بحیثیت سینیٹرز جو اسکیم ریکمنڈ کرتے ہیں وہ اپنے علاقے کے مسائل دیکھ کر ریکمنڈ کرتے ہیں اور ڈائریکٹ ان کو پیسے نہیں ملتے ، اسی طرح ایم۔این۔ایز۔ کرتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اگر بے ضابطگیاں کہیں ہوئی ہیں تو ان کی آپ تحقیق کریں لیکن یہ مناسب نہیں ہے کہ سارا الزام سب پر آئے کہ یہ بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اور اس میں سب سینیٹر involve تھے ایم۔این۔اے۔ involve تھے ۔ اگر اس میں کوئی involve ہے تو اس کی تحقیق کریں ۔ یہ بنیادی حق مارنا عوام کا بھی اور ہمارا بھی کہ ہم جو اسکیم ریکمنڈ کرتے ہیں وہ بیوروکریسی کی نذر ہو جائے اور بیوروکریٹس کی وساطت سے ہم جائیں اور اپنی اسکیم پایۂ تکمیل کو پہنچائیں یہ مناسب نہیں ہے ۔ سینیٹ کی حیثیت بڑی بیگم کی طرح نہ رکھیں۔ جس طرح بڑی بیگم کا احترام کیا جاتا ہے اور پاورز کچھ نہیں ہوتی ہیں۔ ہمیں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ آپ بڑی بیگم ہیں اور پاورز آپ کے پاس کچھ نہیں ۔ ، صرف سینیٹر ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں یہ مناسب نہیں ہے ۔ یہ زیادتی ہے ۔ یہ اسکیم جو پچاس لاکھ

[Mr. Aijaz Ali Khan Jatoi]

روپے کی تھی یہ درست طور پر چل رہی تھی۔ ہر علاقے میں کافی ترقی بھی ہوئی تھی، میں آپ کو ایک مثال دوں، میرے والد صاحب جو ممبر قومی اسمبلی تھے انہوں نے اپنے علاقے میں اسکول بنائے اور جو اڈھائی لاکھ میں اسکول بنتا تھا وہ ہم نے ایک لاکھ بیس ہزار میں مکمل کرایا اور اب بھی وہ اسکولز وہاں موجود ہیں، پہلے سال اپنے علاقے میں ہم نے ۵۰ لاکھ میں کوئی ۲۷ اسکول بنائے تھے اس طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ کرپشن بھی کم ہو رہی تھی کیونکہ ایم۔ این۔ ایز۔ اور سینیٹرز انچارج ہوتے ہیں وہ وہاں جاتے ہیں، وہاں دیکھتے ہیں کس طرح کام ہو رہا ہے اور یہ ٹھیک ہے کہ ایجنسیز یہ کام کیری آؤٹ کرتی ہیں لیکن میں اس تحریک کی تائید کرتے ہوئے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ یہ جتنی اسکیمز تھیں وہ جاری کی جائیں اور ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹرز کی سفارشات پر کام کیا جائے۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین: جتوئی صاحب آپ کی ویسے عمر بھی کم ہے اور ہاؤس میں نئے بھی ہیں اس لئے آپ کو چھوٹی بیگمات میں شامل کیا جائے گا۔۔ مجھے لگتا یوں ہے کہ پورا ہاؤس اس پر بولنا چاہتا ہے۔ آپ لوگ سب رولز سے تو واقف ہیں کہ اسی آدمی کو بولنے کا حق ہوتا ہے جو پیش کرتا ہے لیکن ہم نے ایوان کو زیادہ لبرٹی دی کہ سارا ایوان یعنی زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اکاموڈیٹ کرنے کی کوشش کی۔ اب

ہاؤس کے موڈ سے پتہ چلتا ہے کہ سارا ہاؤس اس پر بولنا چاہتا ہے اگر آج آپ نے کوئی اوربزنس نہیں کرنا ہے اور اسی پر ہی بولنا ہے تو بیشک بولیئے میں تو آپ کے ساتھ ہوں۔ جناب احمد میاں سومرو۔

Mr. Ahmedmian Soomro : Sir, a lot has been said on the admissibility of this motion. I would only like to point out and draw your attention that this House had unanimously elected you. Why? Because we have faith that you will protect our privileges, our rights and our respect and in fact the balance would always tilth in favour of the rights of the members of this Senate and that is why Sir, you had the honour to be unanimously elected by us and we also are confident that you will not let us down and you have realzed that this entire House without exception is in favour of this being admitted. In order to save time as you thought every one wanted to speak, I would ask you to admit the motion and refer it to the Privileges Committee. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. But let the Minister concerned make a statement, then we have to see whether it is admissible or not ?

Mr. Muhammad Ishaq Baluch on a point of order.

<u>جناب محمد اسحاق بلوچ</u> : جناب والا! منسٹر صاحب نے اس سے قبل کئی مرتبہ یہی وعدہ کیا تھا کہ فنڈز ریلیز کئے جائیں گے مگر آج تک نہیں ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے بہتر ہے کہ آپ سب کو سن لیں۔

<u>جناب قائمقام چیئرمین</u> : شکریہ، پوائنٹ آف آرڈر تو بنتا نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

<u>جناب محمد اسحاق بلوچ</u> : بنتا ہے یا نہیں بنتا، لیکن آپ سب کو سنیں۔

مخدوم حمید الدین : جناب والا! اس موشن سے متعلق فاضل اراکین میں جو جذبہ پایا جاتا ہے وہ اس تحریک استحقاق کی معنویت اور اس کی اہمیت کو واضح اور اجاگر کر دیتا ہے جیساکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر آپ sense of the House لینا چاہیں یہ بھی ایک طریق کار ہے، جیساکہ انہوں نے sources of privileges کو explain کیا ہے وہ بھی ہے کہ استحقاق کو کس تناظر سے اس کی اہمیت کو دیکھا جائے تو اس موشن سے متعلق جتنی فاضل اراکین نے اس پر کثیر الاطراف جہالت سے روشنی ڈالی ہے اس کی آئینی حیثیت کو واضح کیا ہے اور اس کی واقعاتی حیثیت کو واضح کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنی سیر حاصل ہے کہ اس کے متعلق کچھ مزید کہنا ان خیالات کا اعادہ کرنا ہوگا اور جب کہ باقی دیگر فاضل ارکان بھی اس موشن پر بولتا چاہتے ہیں، اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں تو میں اجمال کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ میں ان کے ہر ایک حرف کی اور ہر فکر کی ہر پہلو سے تائید و حمایت کرتا ہوں اور میں یہی عرض کرتا ہوں جیساکہ فرمایا گیا کہ دونوں ایوانوں کی اس کو sanction حاصل ہے۔ سینیٹ آئینی طور پر اور اپنے تمام تر حقوق اور پریویلجز کے ساتھ موجود ہے، موجودہ حکومت کی تعمیر و ترقی کا جو فلسفہ بیان کیا جاتا ہے اگر وہ موجود ہے تو پھر یہ بات قابل فہم نہیں رہتی کہ تعمیر و ترقی سے متعلق یہ جو موشن ہے اس کو

ایڈمٹ نہ کیا جائے یا تعمیر و ترقی کے اس حوالے سے یہ سلسلہ
کیوں نہ جاری رکھا جائے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنے
تمام فاضل اراکین کی تائید و حمایت میں آپ سے یہی گزارش
کروں گا کہ جیسا انہوں نے فرمایا ہے کہ آپ اس منصب پر
جو اس وقت فائزالمرام ہیں وہ ان اراکین کی تائید و حمایت
سے ہیں اور آپ کی طرف سے یہی وعدہ تھا کہ انکے پریویلجز
کے آپ محافظ ہوں گے اور ان کا تحفظ کریں گے تو اس
کے بعد میں یہی عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کی strict
definition نہیں بلکہ اس کا wider view لیتے ہوئے
اس کا وسیع تر تناظر میں مطالعہ کرتے ہوئے، اس کا ادراک
کرتے ہوئے، اس کا عرفان کرتے ہوئے جناب والا! یہ اہم
موشن چونکہ ہر ایک فاضل رکن کے دل کی دھڑکن ہے اور ان
کا مدعا ہے کہ اس کو ایڈمٹ فرمایا جائے، I thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Munir Afridi.

Mr. Muhammad Munir Afridi : Thank you Mr. Chairman. I too would like to express my strong support for the privilege motion introduced by Dr. Noor Jehan. I would like to mention that the funds were specifically allocated to all the elected members not as pocket money as Caretaker Government tries to impress upon the people. This was done so that the elected members could identify the needs of the people and accordingly these amounts were identified according to the needs of the people whereby it was meant for the welfare of the entire nation specifically or should I say particularly where these areas which were ignored by the bureaucracy for so many years, roads were constructed, schools were made, drinking water was supplied etc. and this, scheme was introduced by Mr. Muhammad Khan Junejo under his Five Point Programme and I feel now that these funds which are being stopped is simply because of the idea being that they wish to sabotage the Five Point Programme. I would like to end this by thanking you.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Sartaj Aziz, Minister for Local Government.

Mr. Sartaj Aziz : Thank you Mr. Chairman. Before speaking on the admissibility of the motion let me clarify the factual position because a number of statements have been made on that aspect. As you are aware Mr. Chairman, the Special Development Programme for local development, education and housing was started in 1985-86 in order to enable the elected representatives to identify the priorities of their areas and identify development schemes in these sectors. Last year (87-88) was the third year of the Programme and in these three years a total allocation of 474 crores was made for this programme. During this period a total of 21311 schemes costing 358 crores of rupees were approved. Out of which 6279 schemes were completed at a cost of 126 crores. The remaining schemes are in various stages of implementation. The scheme covered a very wide spectrum of rural economy just as a member pointed out *i.e.* education, health, roads, water supply and out of the total number of schemes 10,000 schemes pertain to education, 3,000 to water supply, 264 to health, 5400 schemes about roads, other schemes were about community centres, about veterinary dispensaries, about play grounds, parks, public libraries and production policies. After the dissoluation of the National Assembly on 29th of May, the issue whether or not this programme should be continued in the fourth year was considered by the Government. The Government decided first of all that all the ongoing schemes which are under implementation should be completed and funds for this purpose were made available to the Provincial Government.

The second category of schemes was that of approved projects that is the projects whose administrative approval has already been issued. The Provincial Governments have been authorized to proceed with the implementations of the approved schemes as soon as possible. The third category comprises those schemes which have been submitted but not approved. The normal procedure for such schemes is that when the Senator or M.N.A. submitted a scheme it was sent to the Provincial Government to verify the cost estimate whether or not the cost estimate is correct and feasible. When this report was received in the Ministry of Local Government then the administrative approval was issued. So, the Provincial Governments have now been authorized that subject to.......

Mr. Hasan A. Shaikh : Point of order Sir, his statement is not correct.

Mr. Acting Chairman : Let him finish then you raise a point of order.

Mr. Sartaj Aziz : The Provincial Governments after verifying the cost estimates and the feasibility submit these schemes back where the administrative approval is issued and after that the Federal Secretary holds meeting at every provincial capital and issues the administrative approvals.

I would like to inform the member that as far as the present schemes which have been submitted but not approved a schedule of meetings have been fixed in Lahore on 15th September, Karachi on 21st September, Quetta on 28th September, Peshawar on 1st October where all the pending schemes so far submitted will be evaluated and approved. The funds are already available as far as the three years are concerned with the Provincial Governments and these will then go forward. As far as the next question is concerned as to what extent this is a privilege of the House and as to what extent the termination of this mechanism constitutes a breach of privilege, there, I would like to quote for you Mr. Chairman, the ruling which the Chairman gave on 12th February, 1987 on another subject.

Ruling the motion out of order the Chairman, Mr. Ghulam Ishaq Khan held that the Five Point Programme of the Prime Minister does not confer (Page No. 277) any right of privilege whatsoever on the honourable members of the Senate. At best what it confers upon or grants to the member is a favour to identify and recommend for Government's consideration and approval, certain schemes in the field of health and education. The impugned decision of the Government does neither amount to interference with the mover as a member of the Senate in the performance of his duty as such nor can it be construed to causing obstruction to the members in the performance of his constitutional function as a Senator. It is, therefore, not possible to conclude that any breach of privilege has taken place.

The important point Mr. Chairman, that I will like to emphasize is that the scope--the purpose of the Five Point Programme was much broader than this particular scheme. In fact out of the total cost of Five Point Programme last year it was twenty-two billion rupees and this programme was only 1½ billion rupees which was, you know, something like less than about 5.6% of the total. The entire programme of rural development and all the related schemes are included in the Seventh Five Year Plan and are going forward. Even as far as local level development schemes are concerned the programmes through the District Councils and the provincial programmes are moving forward. The District Councils also are elected bodies. The only thing that is changed is the mechanism by which the Senators and Former M.N.As. were associated with the selection of projects. Now, no mechanism lasts for ever and even the Five Point Programme was not a permanent scheme and this programme was not a permanent mechanism, other mechanisms are being considered. There is the District Development Committees where Senators are members. A Rural Development Fund is being created to provide matching grants to Local Councils, opportunities will be available for Senators to submit schemes even to the District Council. I would suggest Mr. Chairman, that in the Standing Committee of the House on Rural Development and Agriculture a discussion on the subject of this mechanism, its efficiency or alternative mechanism by which the same objective can be achieved, can be discussed thoroughly.

(Interruption)

Mr. Sartaj Aziz : The second suggestion that I will like to make is ; that as far as the privilege is concerned in the light of the ruling already made by the Chairman, it does not constitute a breach of privilege. If the House wishes to express an opinion, other mechanisms are available. The House can pass a resolution telling the Government that it was a very good mechanism, good priorities were adopted and the Government will then consider the resolution. But this expression of opinion can not be expressed through a privilege motion nor it can be construed that this right to associate in the selection of projects etc., which was a mechanism evolved in 1985 is a permanent mechanism ; it should remain as a standing privilege of the House and therefore, the House under the normal rules can pass a resolution on this subject which can then be considered by the Government.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Mohsin Siddiqui while the Chair is speaking, have your seat please.

"While hearing to the honourable members and having the sense of the House this motion is held in order as a special case and will be referred to the House's Privileges Committee for consideration.

پروفیسر خورشید احمد : قبل اس کے کہ آپ اور ایڈجرنمنٹ موشنز لیں میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور گورنمنٹ سے تعزیت کرتا ہوں ۔

ADJOURNMENT MOTIONS

Mr. Acting Chairman : Adjournment motion No. 15, Professor Khurshid Ahmed.

RE: FORCED MIGRATION OF MEDICAL STUDENTS FROM DOW MEDICAL COLLEGE TO CHANDKA MEDICAL COLLEGE.

Prof. Khurshid Ahmed : Mr. Chairman, with your permission Sir, I would like to move the following adjournment motion :—

"It has been reported in the daily "Dawn" of August 18, 1988, that eight students of Dow Medical College have been arbitrarily transferred to Chandka Medical College and this had caused a great unrest among the student community, parents and the general public. The Pakistan Medical Association has protested against this forced migration which

has happened for the first time in the last 41 years. This is a matter of urgent national importance and has the potential of sparking of the students' unrest in the country. I, therefore, beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss this situation."

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Mir Hazar Khan Bijarani : Opposed.

Mr. Acting Chairman : Professor Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! مجھے توقع تھی کہ ہمارے محترم وزیر صحت، اس تحریک پر جو خالص انسانی بنیادوں پر میں پیش کر رہا ہوں، welcome کریں گے اور کوئی سٹیٹمنٹ دے کر گورنمنٹ کی پالیسی کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے لیکن انہوں نے چونکہ اس کی مخالفت کرنے کا رویہ اختیار کیا ہے اس لئے میں آپ کے سامنے ضروری حقائق رکھتا ہوں۔

جناب والا! پورے ملک میں اور خصوصیت سے میرے صوبے میں حکومت کی یہ persistent پالیسی رہی ہے کہ طلبا کے ساتھ طرح طرح کی زیادتیاں کی جائیں۔ provocations کئے جائیں۔ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ کالجوں میں عام تعلیم جاری نہ رہ سکے۔ ہم سب کی دلچسپی یہ ہے کہ اس ملک کا تعلیمی شعبہ استحکام کے ساتھ کام کرے، طلبا اپنی توجہ تعلیم پر صرف کریں اور اس معاملے میں اگر طلبا کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہے تو ہم نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ اس قسم کے رجحانات کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے لیکن یہ بالکل الٹی بات ہے کہ حکومت ایسے اقدامات کرتی ہے جن کا کوئی جواز نہیں اور جن کے نتیجے کے طور پر طلبا

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں provocations پیدا ہو، وہ حالات پیدا ہوں کہ جس سے خلفشار بڑھے، clashes ہوں۔ confrontation کی سیاست وجود میں آئے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آیا یہ حکومت کی پالیسی ہے یا کوئی چھپے ہوئے ہاتھ، جو اس بات کو کوشش کر رہے ہیں کہ خراب سے خراب تر صورت حال پیدا کی جائے۔ میں اس وقت، کراچی میں جو ethnic واقعات ہو رہے ہیں، جو sectarian واقعات ہو رہے ہیں، جو لسانی معاملات ہیں، ان کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا لیکن یہ واقعہ کہ ڈاؤ میڈیکل کالج میں ہوا، جس میں کوئی basis نہیں تھا، کوئی ہنگامہ نہیں تھا، کوئی strike نہیں تھی اور اگر چند ماہ پہلے، یا ایک سال پہلے کچھ ایسے واقعات ہوئے تھے تو ان کی دھول بھی اب بیٹھ چکی تھی۔ اتنے عرصے کے بعد یہ اقدام کیا جاتا ہے اور یہ نہیں ہے کہ کوئی charge sheet کیا جاتا ہے۔ اگر طلبا نے کوئی غلطی کی تھی، تو ٹھیک ہے آپ الزام لگائیے، charge sheet کیجیئے، انہیں اپنی صفائی کا موقع دیجیئے۔ آپ کے پاس وہ سارے organs موجود ہیں جن کے تحت آپ کوئی اقدام کر سکتے ہیں لیکن یہ راستہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ اسلامی جمعیت طلبہ کے چار طلبا، مہاجر فیڈریشن کے دو، پی ایس ایف کا ایک، این ایس ایف کا ایک، جو وہاں کی چاروں اہم پارٹیاں تھیں، ان سب کے طلبا کو چانڈکا میڈیکل کالج میں ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے اور جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ یہ وہ اقدام ہے جو اس سے پہلے

تعلیمی اداروں میں میرے علم کی حد تک کبھی نہیں ہوا اور پریس میں جو رپورٹیں میں نے پڑھی ہیں، اخبارات میں ایڈیٹوریل میں نے پڑھے ہیں، ان میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی اکتالیس سالہ تاریخ میں یہ واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ایسا تو ہوا ہے کہ ڈاکٹروں کو ٹرانسفر کیا گیا، اساتذہ کو بھیجا گیا لیکن طلبا کے ساتھ یہ معاملہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ طلبا کی جماعتیں ہوں یا دوسری جماعتیں ہوں، سب نے unanimously اس مسئلے پر احتجاج کیا ہے، طلبا نے کیا ہے، strike ہوئی ہے اور تعلیم کا نظام درہم برہم ہوا ہے۔ والدین نے کیا ہے، حتیٰ کہ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن نے جو کہ ایک پروفیشنل باڈی ہے، کیا ہے۔ کراچی کے بیشتر اخبارات کو آپ دیکھ لیجیئے، سب نے اس کے اوپر ایڈیٹوریل لکھے ہیں۔

یہ ایک انسانی مسئلہ ہے، یہ ایک قومی مسئلہ ہے، اس کا تعلق تعلیم اور ملک کے مستقبل سے ہے۔ یہ ایک حالیہ واقعہ ہے، یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کا تعلق حکومت کی پالیسی سے ہے اور حکومت یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ یہ محض ایک پراونشل اقدام ہے۔ اس لئے کہ جس زمانے میں یہ واقعہ ہوا ہے، یہ ایمرجنسی کا دور ہے، اس زمانے میں پراونشل اقدامات کے بارے میں مرکز کی ذمہ داری زیادہ ہے اور دستور صاف الفاظ میں یہ بات کہتا ہے کہ ایمرجنسی کے دور میں صدر کو، فیڈرل گورنمنٹ کو

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس بات کے اختیارات حاصل ہیں کہ وہ کسی معاملے میں جس میں کہ پروانشل گورنمنٹ غلطی کر رہی ہو یا جس پر کہ مرکز کو اعتراض ہو، بلکہ ناپسند کرتا ہو، یا مرکز سمجھتا ہو کہ اس کے نتیجے کے طور پر ملک کو نقصان پہنچے گا، تعلیم کو نقصان پہنچے گا، تو مرکز ان کو ہدایت دے سکتا ہے۔

دستور کی دفعہ ۲۳۳ نکال کر پڑھ لیجیئے اس میں یہ اختیار موجود ہے۔ میری نگاہ میں تو عام حالات میں بھی وہ تمام چیزیں جن سے کہ پوری قوم متاثر ہوتی ہے، اس میں فیڈرل گورنمنٹ کو دلچسپی لینا چاہیئے، لیکن اس وقت تو بالکل ہی excuse نہیں جس کا سہارا لیا جاسکتا، اس بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ جس کی بنا پر ٹیکنیکلی یا اس مسئلہ کے substantive issue ہونے کی حیثیت سے اسے خلاف قاعدہ قرار دیا جائے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے اوپر گفتگو ہونی چاہیئے اور حکومت کو جلد از جلد کوشش کرنی چاہیئے کہ اس نقصان کی تلافی کرے، اس غلطی کو درست کرے اور ان طلبا کو واپس کرے۔ اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے جو معقول humanitarian یا سیاسی اعتبار سے acceptable ہو۔ اس لئے میں جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک کو آپ قبول کریں اور اس پر ہمیں بات کرنے کا پورا پورا موقع دیا جائے۔ شکریہ!

جناب قائمقام چیئرمین: جناب بجارانی صاحب۔

Mir Hazar Khan Bijarani : Thank you, Mr. Chairman. The honourable Member has referred to a news item published in daily Dawn on 18.8.88. Sir, I would like to inform this honourable House that the medical colleges are entirely the responsibility of provincial governments, and in this case Dow Medical College is not the responsibility of the Federal Health Ministry. It is the responsibility of provincial health department in Sind. However, the factual position was obtained from the provincial government and we have been informed that eight students belonging to the Dow Medical College were actually transferred to Chandka Medical College and there was a reason behind that. Sometime back these students were found involved in various anti-social activities. There was ample proof against these students. Not only that, the administration and the police department has registered cases against these students and they are of serious nature like murder and also illegal activities. Sir, it is known to everybody that such activities are a great hindrance in the way of students especially in medical colleges.. Normally, the course which is supposed to be completed in five years, it takes 7 to 8 years because the classes are not held and they are disturbed every now and then on behalf of these students. Therefore, the Sind Administration, in view of the proof already available, and in view of the cases registered by the Karachi Police thought it necessary not to take any other severe action against these students because in that case there would have been more hue and cry. So, the simplest action that could be taken was to transfer these students from Dow Medical College to Chandka Medical College in order to maintain law and order in the city of Karachi which has already very disturbed and specifically to improve the conditions in Dow Medical College. As far as the Pakistan Medical Association is concerned, it is a non-political organisation and I don't think it is fair on their part to involve themselves and indulge in such political matters. Because students are not registered with the Pakistan Medical Association. Only Doctors are registered with Pakistan Medical Association, So, I think, Sir, this was the least that the provincial government could do and I don't think there is any major law and order problem or any point of public concern because eight students have been transferred from one medical college to another. If these students sincerely want to pay attention to their studies they can do it very well in Chandka Medical College where all the facilities are available. They have hostel, they have teaching staff, they have all other facilities available and I don't think it is proper at this time to discuss this issue.

Thank you very much, Sir.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Prof. Khurshid Ahmed.

پروفیسر خورشید احمد : میں نے جناب اپنی گزارشات میں
یہ بات کہی تھی کہ اگر فی الحقیقت کسی طالب علم نے کسی جرم

[Prof. Khurshid Ahmed]

کا ارتکاب کیا ہے تو اس ملک میں قانون ہے، عدالتیں ہیں کوئی exception نہیں ہے۔ کوئی پارلیمنٹ کا ممبر ہو، وہ شہر کا رہنے والا ہو، وہ جوان ہو یا بوڑھا ہو، اگر کسی نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے اور آپ کے پاس اس کا حقیقی ثبوت ہے تو اس کا فیصلہ کرنا، ایگزیکٹو کا کام نہیں، عدالت کا کام ہے اور عدالت اگر کسی کو مجرم قرار دیتی ہے تو وہ سزا دینے کی حق دار ہے اور اس پر کوئی بھی انگشت نمائی نہیں کرے گا۔

ہمیں معلوم ہے کہ کس طرح اس ملک میں پولیس کیسز داخل کئے جاتے ہیں ہم سب یہ بھگتے ہوئے ہیں اس کے لئے کسی شہادت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسکے لئے کسی جرم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب اور جس کو آپ چاہیں سزا دینا، harass کرنا، سیاسی مخالفت ہو، ذاتی مخالفت ہو، اس قسم کے cases بنا کر کے ان کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ ان cases کی کوئی وقعت نہیں، اصل وقعت اس بات کی ہے کہ اگر فی الحقیقت کوئی جرم ہوا ہے تو ثبوت لائیے، عدالت میں لے کر جائیے، ایک شخص کو دفاع کا موقع دیجیئے اور اگر عدالت یہ سمجھتی ہے کہ واقعی اس نے جرم کیا ہے تو وہ میڈیکل کالج کا سٹوڈنٹ ہو، کراچی یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ ہو، سینیٹ کا ممبر ہو، اسے سزا ملنی چاہیئے۔ لیکن یہ کیا طریقہ ہے کہ آپ نے جرم تو ثابت نہیں کیا اور محض ایگزیکٹو کی الزام تراشیوں پر آپ یہ اقدام کریں۔ میں چیلنج کرتا ہوں اس بات کو، کوئی basis نہیں ہیں اس میں، نہ قانون

میں نہ اخلاق میں اور نہ سیاست میں اور پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کا ریزولیوشن اس بات کی گواہی ہے کہ یہ سیاسی مسئلہ نہیں ہے، یہ کسی ایک سیاسی جماعت کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ میں نے تو آپ کو بہت تفصیل سے بتایا کہ کس طرح میڈیکل کالج کی چار جو shades of opinion ہیں چاروں کا ایک ایک ہسپتال میں موجود ہے۔ وزیر صاحب نے کہا کہ کچھ عرصے پہلے وہاں ایسا ہوا تھا۔ ذرا مجھے بتائیں گے کہ کچھ عرصے میں اور اس ایکشن میں کتنا فرق ہے اور اگر اس سے پہلے فرض کیجئے کہ کوئی واقعہ ہوا تھا اور آپ کے پاس پھر حکومت تھی اور جس وقت واقعہ ہوا تھا تو اس وقت آپ کو گرفت کرنی چاہئیے تھی، سزا دینی چاہئیے تھی۔ اگر آپ نے واقعہ کی گرفت نہیں کی، سزا نہیں دی، کوئی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی ہے اور پھر peaceful معاملہ ہے تو all of a sudden کیا ضرورت پیش آگئی کہ جس کی بنا پر یہ کارروائی کی گئی۔ چونکہ آپ کے دادا نے کوئی جرم کیا تھا یا چھ ماہ پہلے، ایک سال پہلے کوئی واقعہ ہوا تھا، ہوا تھا یا نہیں میں اس پر بحث نہیں کر رہا ہوں، آپ آج ان طلباء کو transfer کر دیں۔ یہ بات کہنا کہ کوئی ہنگامہ نہیں ہوا ہے یہ غلط ہے۔ میڈیکل کالج میں strike ہوئی ہے۔ تقریباً سترہ اٹھارہ دن سے وہاں پر commotion ہے۔ میرے پاس روزانہ ٹیلیفون آ رہے ہیں، تار آ رہے ہیں، افراد آئے

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہیں ملنے کے لئے ، اور اگر وزیر صاحب کو کسی نے اطلاع نہیں دی کہ وہاں طلباء میں کیا agitation ہے، اساتذہ میں کیا agitation ہے، والدین کیا کر رہے ہیں ۔ PMA نے اس مسئلے کو کیوں اٹھایا ہے، اڈیٹوریل کیوں لکھے گئے ہیں اگر یہ تمام چیزیں کسی خیالی چیز کی بنا پر ہوئی ہیں اور حقائق سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے تو میرے خیال سے حکومت کی بے خبری جو ہے اس کو condone نہیں کیا جا سکتا۔

رہی یہ بات کہ صاحب یہ صرف صوبائی مسئلہ ہے تو میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور میں پھر آرٹیکل ۲۳۲ پڑھ کر سناتا ہوں ۔ جس میں کہا گیا ہے کہ Proclamation of Emergency کے consequences کیا ہیں

کلاز نمبر ۲ میں کہا جاتا ہے کہ

"232. (2) Notwithstanding anything in the Constitution, while a Proclamation of Emergency is in force ....

(a) xxx xxx xxx

(b) the executive authority of the Federation shall extend to the giving of directions to a Province as to the manner in which the executive authority of the Province is to be exercised"

دوسرے الفاظ میں آگے حکومت کے آرڈر دینے کی شکل کیا ہوگی یعنی ایمرجنسی کا آپ پورا مطالعہ کر لیجیئے اس کے اندر تو فیڈریشن کو اختیار ہی یہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ province کے لئے legislate کر سکتی ہے، province کو direct کر سکتی ہے، province کے

معاملات کے اندر مداخلت کر سکتی ہے - تو یہ excuse کم از کم اس وقت نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی وجہ ایسی نہیں ہے جس کی بنا پر اس ایڈجرنمنٹ موشن کو خلافِ ضابطہ قرار دیا جا سکے۔

Mr. Acting Chairman : The Federal Government primarily has no concern with the subject-matter of the motion. It is entirely a provincial matter and the motion is, therefore, ruled out under rule 75 sub-rule (f). Thank you.

Next adjournment motion No. 19.

Mr. Javed Jabbar : Point of Order. Mr. Chairman, on the 5th of September, 1988 I submitted a request for leave to move an adjournment motion out of turn. It is now one week after that date. I was assured that I would be given that opportunity to move that motion out of turn in the sitting on the 12th of September, 1988. This relates to the public humiliation of five women and it deals with the Federal Minister of the Interior and please do not take recourse to the concept that law and order is a provincial subject.

جناب قائمقام چیئرمین : جاوید جبار صاحب میرے نوٹس میں یہ بات نہیں ہے۔ سکرٹریٹ سے معلوم کرتا ہوں اور اگلی نشست پر کوشش کریں گے آپ کو accommodate کرنے کی۔

Mr. Javed Jabbar : I was categorically assured about this because I wanted to move it on the 7th September. This is a matter of urgency.

جناب قائمقام چیئرمین : آپ تھے نہیں پچھلے دن چھٹی پر تھے۔

Mr. Javed Jabbar : No, Sir. It was on the 10th and specially I had made an application and that application is with your office that this would be moved on the 12th of September.

جناب قائمقام چیئرمین : Next working day پر لے لیتے ہیں اور منسٹر صاحب کو نوٹس دے دیتے ہیں۔

(interruption)

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر صاحب آپ کا موشن بھی ساتھ ہی consider کر لینگے۔

Mr. Javed Jabbar : Last time we were told that the Federal Minister of Interior was attending some meeting and it was told that this is why this motion cannot be taken up. Now, the Federal Minister of Interior is not with us any longer. Why is this so ? If he is still available in his office he could be asked to come.

Mr. Acting Chairman : He is not available in his office.

Mr. Javed Jabbar : It is most regrettable.

Mr. Acting Chairman : Next Adjournment motions No. 19 and 41 Qazi Abdul Latif Saheb and Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

(ii) *RE* : ABORTIVE ATTEMPT TO DESTROY OIL INSTALLATIONS AT KARACHI.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم حالیہ وقوع پذیر ہونے والے قومی اہمیت کے واقعہ پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے۔ روزنامہ نوائے وقت "کراچی میں تیل کی تنصیبات تباہ کرنے کی کوشش ناکام۔ تخریب کار راکٹ لانچروں سے حملے میں ناکامی کے بعد کار اور سوزوکی پر فرار ہو گئے" جناب والا! اس واقعہ نے ثابت کر دیا ہے کہ حکومت اہم ترین مواقعات اور قومی اہمیت کے حامل وسائل کے تحفظ میں بری طرح ناکام رہی۔ اس تشویشناک صورتحال پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے۔

جناب قائمقام چیئرمین : محسن صدیقی صاحب ، آپ بھی پڑھ دیں ۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Mr. Chairman, I beg to move that the normal business of the House may be suspended to discuss an urgent matter of public importance and of recent occurrence that is almost simultaneous rocket attacks at Pakistan Oil Refinery and National Refinery as well as Oil Storages in Keamari, Karachi on August 18, 1988, as reported in Daily Dawn, dated August 19, 1988. Such acts of sabotage and terrorism have spread a wave of resentment and sense of insecurity all over the country. The sabotage activities have assumed a proportion wherefrom the life of the Head of State to the almost common man is neither safe nor secure and have threatened the very existence of the country and put it in great jeopardy and uncertainty. Hence the matter is of grave public concern and may be discussed forthwith.

Mr. Sartaj Aziz : Opposed.

جناب قائمقام چیئرمین : جی قاضی صاحب ، آپ اس کی سپورٹ میں کچھ کہیں ۔

قاضی عبداللطیف : کوئی اس کو oppose تو نہیں کر رہا۔ لہٰذا اسے منظور ہونا چاہیئے ۔

Mr. Sartaj Aziz : It has been opposed.

قاضی عبداللطیف : یہ opposed کا لفظ سارے وزیروں کو سکھلایا گیا ہے، چاہے صحیح ہو یا غلط یہ لفظ کہہ دیا کرو ۔ گزارش یہ ہے جناب والا! عام طور سے تخریب کاری کے اندر جو اضافہ ہو رہا ہے وہ یقیناً ملک اور اہل ملک کے لئے تشویش کا باعث ہے اور خصوصیت سے وہ مواضعات یا وہ مواقعات جن کا تعلق قومی زندگی سے خصوصیت سے ہے ،

[Qazi Abdul Latif]

حساس علاقے ہیں ، ان کے تحفظ کی خصوصی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ جس طریقے سے تیل کے کنوئیں، بندرگاہیں، ائرپورٹ ، اسی طریقے سے یہ تیل کی تنصیبات ، اب ان کے اندر یقیناً باہر کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے جس کے لئے اندرونی ایجنٹ ان کے لئے کام کر رہے ہیں ۔ اب انہی دنوں کے اندر یہ ۱۷ اگست کا واقعہ بھی ہوا اور اس کے ساتھ دوسرے ہی دن یہ واقعہ ہوتا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارے ایک ہی کڑی کے واقعات تھے جو باقاعدہ منظم طریقے سے منصوبہ بنا کر کے بروئے کار لانا چاہتے تھے اور اس وقت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جو واقعہ کرنے والے تھے فرار ہو گئے ہیں تو یہ ایک ایسی صورت حال ہے جو حکومت کے لئے یقیناً ایک شرمناک صورت پیدا کرتی ہے ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس پر ایوان کو بحث کا موقع دیا جائے ۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ جی ۔ محسن صدیقی صاحب ۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Mr. Chairman, this is not an isolated act but it constitutes one of the links of the series of attacks which have been committed. If we look into this act more particularly in the background of the event the national tragedy that has happened on 17th of this month, it reveals that there is a very very deep rooted conspiracy and sabotage activities are planned in a very very organised manner. On 17th afternoon this tragedy has happened and on 18th morning at 6.15 five rockets were launched at these two national oil refineries in Pakistan which are situated in Korangi industrial area and after six minutes there are three very very sensitive oil installations at Keamari three rockets were fired. Although these rockets are now proved of Russian origin but luckily some of them did not hit the target, some of them did not explode. Even a police party which was on patrol at Keamari have noticed that there were people sitting in a red car with a klashnikove and with a rocket launcher. A rocket launcher was also recovered near the railway station which was abandoned. Now, there is some background about it. I am sorry the Minister for Interior is not here and I would have certainly liked that he

should know these facts because they are very revealing facts. There are certain hands inside the country and there are certain agents from outside who have planned that on 17th such a tragedy will happen, the whole nation will be in aghast and a series of acts will be committed in all the parts of the country so as to destabilize this country and now a common man who has been always neglected but when the life of the Head of the State cannot be saved then what is the security for a common man. The incident has happened after some time when a very notorious member of Al-Zulfiqar known as Rafique Memon, who was under detention for five years for his terrorist activities but I do not know, I cannot imagine, I cannot tolerate also as to why was released on parole by Governor Tabani while the inquiry shows that this man was released on parole without any valid cogent ground and with only ones surety that he will be produced after the parole ends and this man is now is the person who hired those three cars. It is now in evidence also and he and his surety and his associates have dis-appeared and now you can imagine I think more than twenty days have passed and no case has been found. If we allow our security to lapse, if we allow our very very strategic installations to be subjected to such acts of sabotage, if we cannot provide security to our people then what is the function of the State. It is very easy for my very reverend friend for whom I have very great respect, but with all the humility at my command and with all the emphasis that I can bring in I would say that it does not lie in his mouth to oppose such a motion. On what ground he opposes this motion. It is a shame for this Government to oppose such motion. The entire fabric of your administration specially your police, your intelligence agencies, whoever they may be, however high ranking people might be, presiding over it but what they are doing, they are sleeping over the matter and you want to hush up the matter, you don't want that this House should be informed. I have got many many more facts and I have made personal investigation in the matter and I can threadbare prove up to the hilt to the satisfaction of this House and the people that it is because of the lapses, criminal negligence and callous attitude of these agencies that these people who are so well spotted, so well known and their activities are in the record and their activities are not marked. How could a Governor release a person who is involved in terrorist activities and is under detention for five years on a parole without the permission, without the approval of the intelligence agencies and if any such permission was given how the intelligence agencies could give this permission. And this is one of the series of the acts as I have already submitted to you and being one who knows what are left tomorrow, day after and everything. Then why he is reluctant to discuss this matter threadbare. On the tragedy to 17th it was said that there is an inquiry pending, high powered inquiry is pending and it may prejudice that. But here there is no such inquiry and it is a very very important installation that has been affected. I would, therefore, submit that no technicalities should be allowed to stand in the way and this motion should be admitted.

Mr. Sartaj Aziz : Mr. Chairman on behalf of the Minister for Interior I share the anxiety of the members about these acts of sabotage and other threats to our security. As you will recall last week you admitted a motion to discuss certain acts of sabotage in the province of NWFP, I would suggest that when that motion is taken up this incident can also be discussed on that occasion.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Sir, I have not been able to hear the learned Minister.

Mr. Acting Chairman : With the already admitted motion we will take this motion also when the Minister for Interior will be present in the House.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui : Very good, very good.

جناب قائمقام چیئرمین : پروفیسر خورشید صاحب نے اپنی کسی مصروفیت کی بنا پر اجازت مانگی ہے - انہوں نے اپنے بزنس کو اس وقت delete کرانے کے لئے کہا ہے - اس لئے اب آئیٹم نمبر پانچ اور چھ پر آتے ہیں - احمد میاں سومرو صاحب آپ اپنی قرارداد موو کر دیجئے - سومرو صاحب آپ کا ریزولیوشن ہے - ایڈجرنمنٹ موشن کا ٹائم ختم ہو گیا ہے - پانچ منٹ زیادہ ہو گئے ہیں - ایجنڈا آئیٹم نمبر ۵ -

Mr. Javed Jabbar : The Minister, I think, is not present, but will we take up that resolution on the next Private Members Day or whenever convenient ?

جناب قائمقام چیئرمین : یہ آپ کی مرضی ہے -

Mr. Javed Jabbar : I would like it to be recorded because the next item on the Orders of the Day is further discussion on the resolution already moved on NAFDEC. So please let it be recorded that we will take it . . . .

Mr. Acting Chairman : He (the Minister) has said that that we will take on the next day.

Mr. Javed Jabbar : Thank you.

Mr. Acting Chairman : Now, we take item No. 5 of the Orders of the Day. Mr. Ahmed Mian Soomro.

RESOLUTION *RE* : EXTENDING FACILITIES OF VIPs TO ALL *EX*-SENATORS

Mr. Ahmedmian Soomro : Thank you, Sir.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

This House recommends that the Government may extend usual facilities of VIPs to all *Ex*-Senators including free entry in the Parliament House during Sessions.

Sir, I have also moved an amendment to this, instead of for the words 'Ex-Senators' the words 'Ex-members of Majlis-e-Shoora (Parliament) of Pakistan be substituted.

Mr. Acting Chairman : Is it being opposed ?

Mr. Mahmood A. Haroon : Opposed.

Mr. Acting Chairman : Mr. Ahmedmian Soomro.

Mr. Ahmedmian Soomro : Sir, I am really very sorry that a political Minister like Minister Mahmood A. Haroon .....

جناب قائمقام چیئرمین : سومرو صاحب پہلے ترمیم پر بات کریں اور پھر اس کے بعد main resolution پر بات ہوگی۔

جناب احمد میاں سومرو : اسی کے متعلق بات کر رہا ہوں۔

Sir, I have moved this resolution with the idea of not allowing members of this Parliament to be humiliated immediately on their ceasing to be members. Afterall Sir, we have found in the VIP rooms the facility being used by even retired officials by SPs, by Deputy Commissioners and here all I am moving is that members of this August House or the National Assembly may be permitted to avail of these facilities and to enter the Parliament House freely. Because what we find and have noticed that some of our colleagues who retired on three years completion and were not re-elected they used to be standing outside till someone got them a pass and came in. Overnight they had to suffer this humiliation. I am surprised that if retired

[Mr. Ahmedmian Soomro]
bureaucrats can use these VIP facilities what harm would happen if Government extends this facility to the members of the Parliament on retirement. And I would appeal again to the Minister that please allow this to go and not to oppose this very simple resolution where the respect of the public representatives is being enhanced. Some day they might also be in the same position. So, this would also apply to them. I, therefore, with these words feel that the resolution which is of a recommendatory nature would be accepted by this House without exception.

Thank you Sir.

جناب اعجاز علی خان جتوئی : شکریہ ! جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ یا تو وی آئی پی لاونجز کی جو facilities ہیں وہ سب کے لئے ختم کی جائیں تاکہ ہم سب اس طرح سے آئیں جس طرح سے ہمارے ملک کے ۹ کروڑ عوام آتے ہیں۔ اگر وی آئی پی مراعات جاری رکھنی ہیں تو صرف بیوروکریٹس کے لئے نہیں ، پھر میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ ایم این ایز اور سابقہ سینیٹرز کا بھی حق بنتا ہے کیوں کہ آخرکار وہ بھی اس ملک کے نمائندے ہیں اور اگر وہ ایک دن اتر جاتے ہیں جیسے ۲۹ تاریخ کو اسمبلی توڑ دی گئی اور اسی دن شام کو اگر کوئی آدمی کراچی سے یا کسی اور ائرپورٹ سے کوئی ایکس ایم این اے یا سابقہ ایم پی اے سفر کرنا چاہتا تھا تو اس کو وہاں روکا جا رہا تھا کہ اب تو ہدایات آگئی ہیں، اب آپ سفر نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مثال اچھی نہیں ہے یا تو آپ وی آئی پی مراعات واپس لے لیں یا آپ جو سابقہ ایم این ایز ہیں یا سابقہ ایم پی ایز ہیں یا ایکس سینیٹرز ان کے لئے بھی حکم جاری

کریں جس طرح سے ساری دنیا میں practices چلتی ہیں کہ ایک صدر یا ایک وزیر کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس کے پریویلجز ہوتے ہیں، جو پریویلجز continue کرتے ہیں، وہ maintain کرتے ہیں اس طرح سے ہمارے ملک میں بھی اس طرح کا ایک precendent ہونا چاہیئے، میں وزیر دفاع سے اپیل کروں گا کہ آپ سیاسی آدمی ہیں، آپ اس اہم مسئلے کو اچھی طرح سے دیکھیں اور اس کے بعد اس موشن کو اپوز کریں۔

جناب عبدالمجید قاضی: میں بھی اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور میں وزیر صاحب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس چیز پر ذرا غور فرمائیں اور یہ وی آئی پی مراعات سابقہ ایم این ایز اور سابقہ سینیٹرز کے لئے بحال کریں یہ ایک اچھی روایت ہوگی، جب ریٹائرڈ بیوروکریٹس یہ مراعات استعمال کر سکتے ہیں تو کوئی حرج نہیں اگر سابقہ پارلیمنٹیرینز کے لئے یہ مراعات بحال کی جائیں۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) عبدالقیوم خان: جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ احمد میاں سومرو صاحب نے کہا ہے فری انٹری ہو

They should be allowed to freely enter the Parliament House.

تو sitting members بھی enter نہیں ہوتے ہیں - میں یہ تجویز کروں گا کہ ریزولیوشن کی سپرٹ کو دیکھا جائے، میں نے کوئی فارمل ترمیم پیش نہیں کی ہے لیکن ریزولیوشن کی سپرٹ کو دیکھا جائے تو جس

[Brig. Rtd. Abdul Qyum Khan]

طرح ممبرز کو مستقل پاسس ایشو ہوتے ہیں ان کو بھی مستقل پاسز ایشو کر کے پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی اسی طرح اجازت ہونی چاہیئے جس طرح سٹنگ ممبرز کو ہوتی ہے -

<u>جناب قائمقام چیئرمین</u> : شکریہ جی ، جاوید جبار صاحب۔

<u>جناب جاوید جبار</u> : میں بھی اس قرارداد کی پوری طرح حمایت کرتا ہوں اور اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ الفاظ فری انٹری کی بجائے اگر convenient access کر دیں تو سارا مطلب حاصل ہو جائے گا۔

Mr. Mahmood A. Haroon : Mr. Chairman, Sir, if they want to move a motion they can but why I opposed it is because I am already in the process of trying to see and accept the principle that no citizen of this country, no matter how big or how small, is a VIP in his own country. This is a basic fundamental principle accepted by other countries in the world. When you go to another country you are a VIP but when you enter your own country, you are not a VIP, you are a citizen of this country and the laws that apply to every citizen of this country should also apply to everybody, no matter whether he be a Minister, whether he be a Senator, whether he be a member, or whether he be an ordinary citizen. The law should be equal for all and all should be equal before the law. This is the reason why I opposed it because I am in the process of moving that the VIP rooms should only be for foreign visitors who are VIP. I hope that the honourable members of this House would agree with me and withdraw this motion but it is still upto them if they so want to pass it, they can do as they desire.

Mr. Ahmedmian Soomro : Sir, I am not prepared to withdraw the motion as long as these rights are there. I very much appreciate the spirit that the learned Minister has mentioned and I would be prepared at the same stroke that he abolishes those VIP rooms so that everybody is a commoner. They should abolish their flags, they should have no identity as a Minister that they should be like ordinary people. They should not waste the guards that are employed on their looking after. 1/4th of our police is employed only to protect them. If they are common man like us, let

us all come down and act just like common people and in that case I would welcome the decision that all these VIP rooms be abolished except for foreigners and they and we all go in with the common man but until that takes place I press my resolution.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Javed Jabbar what was the amendment you gave for the 'free entry'.

Mr. Javed Jabbar : For the words 'free entry' the words 'convenient access' be substituted.

Mr. Acting Chairman : I put amendment before the House ; as the resolution is being adopted in the amended form :

"This House recommends that the Government may extend usual facilities of VIPs to all *Ex*-members of Majlis-e-Shoora including convenient access to the Parliament House.

(The motion was adopted)

Mr. Acting Chairman : The resolution is adopted. Next Item No. 6 Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Thank you, Mr. Chairman. I would like to move the following resolution :

"That this House is of the opinion that the Federal Government take immediate and substantive steps to reduce the country's dependence on foreign aid."

Mr. Acting Chairman: Is it being opposed ?

Mr. Sartaj Aziz: I agree to the objective but not......

Mr. Acting Chairman: He agrees partly to you (Mr. Javed Jabbar).

Mr. Javed Jabbar: Sir, then I will have the support of the Minister and his colleagues, fine.

Mr. Chairman ! I would make my submissions as follows :—

That in moving the resolution I am conscious that we live in a world of interdependence. There is no such thing as complete independence and there has never been any stage in human history where any nation can be completely independent of trade or cooperation or aid or assistance with and from other countries. It is the concept of the foreign aid which is

[Mr. Javed Jabbar]

inevitable but which in its application in our own development that is brought to the attention of the House through this resolution, the manner in which foreign aid is being used as part of our economic development policy. So, it is a question of the degree and the volume of foreign aid that we are talking about. As the wording of the resolution indicates, one is not suggesting that we should do away with foreign aid but that we should re-examine the dependence of the economy and the formulation of our economic policy with a view to reducing the country's dependence on this source. Mr. Chairman, any nation derives its basic resources–financial resources to enable the development process from possibly three basic sources :

(1) Domestic savings.

(2) Foreign Exchange Earnings which we generate through trade and exports; and

(3) Foreign Aid.

In the case of Pakistan, unfortunately, there has consistently been a low rate of a domestic savings and there is at the same time, a large and growing non-developmental expenditure segment of our economy–of our budgets but looking at the rate of savings itself which is a key determinent to generating resources to be able to reduce our dependence on foreign aid. We notice this that the rate of savings is less than 12% to 10% of GNP whereas even a country like Sri Lanka not to mention India which shares the same social and economic conditions as those that exist in Pakistan have always had higher rates of domestic savings and the percentage of the rate of savings as a relationship with GNP has been consistently higher. So, therefore, it is the very first source of resources by which we finance development has not received adequate attention or encourage in our economic policy. We need to look at that, before, of course, we can reduce our dependence on foreign aid but by saying that one should not postpone action on initiating a move towards reduction of dependence on foreign aid. When we take the second source which is foreign exchange earnings generated as a result of exports and trade, we notice that unfortunately, either due to the influence of the International Monetary Fund or due to possibly our own tactical or strategic considerations. There has been a steady growth of reliance on imports as a percentage of our total, in relation to the quantum of exports over the past few years. In fact, the excess of imports over exports has risen from 46% as a percentage of exports in 1973 to as much as 84% in 1975 and 76 and went over the 100% marks became 135% in 1984-85 and, at the same time, while at some points our export performance in commodities and in some areas such as leather goods or surgical goods can be commended. At the same time, the range of exports has remained very narrow. In fact, the share of even a staple

export item such as rice has declined from 22% in 1976 to 11% in 1986 and from the cotton sector from 17% fortunately went up but this imbalance has not been rectified by the introduction of value added goods at the rate at which other countries in the same region and countries outside that region have demonstrated how it is possible to generate a greater volume of foreign exchange earnings through a sharper more finely tuned policy which senses the skills and the potential inherent in a country which deregulates in time to stimulate private sector activity and therefore stimulates also the earnings in foreign exchange.

Mr. Chairman, it is interesting to note that the very countries from which we obtain foreign aid in bulk are those very countries that have systematically erected trade barriers in the form of tariffs and a study has determined that the tariff barriers erected by the developed countries of Europe, North America are in terms of percentage as well as in terms of variety much more disproportionate to those tariff barriers erected by the countries of the Third World which need to protect their own nascent and developing industries from the competition of sophisticated industries in the West and indeed the entire International Commodity Market is controlled by forces that are located in the developed countries so that when they give foreign aid with one hand they more than amply take away with the other, in more ways than one. At the moment, Mr. Chairman, it could be said that foreign aid in the context of Pakistan is divisible into both economic and military aid and the disadvantages in both are that we are tied to the sources of supply whether it is for goods or for services from the donor country itself. In fact, many studies have demonstrated both internationally and locally that as much as 10 to 15% of the aid in any case goes back to the donor country purely in the form of fees provided for consultancy services, so-called consultancy services which are more often much more easily available in the recipient country and another disadvantage with the kind of foreign aid that we negotiate is that it is tied to projects and to specific programmes. Foreign Aid donors have become so sceptical or they have been allowed to become so sceptical of our ability to use aid effectively that they indeed dictate where foreign aid is to be used and if one feels that the word 'dictate' might be too stronger word, I think, a process of gentle but very firm pressure is applied by the donor countries without resorting to any dictatorial forces or tendencies by which the recipient country particularly Pakistan is obliged to give them projects that meet the criteria that are formulated in countries and by governments that are outside the sovereign scope of Pakistan. In fact, even though the Federal Minister for Finance is not present in the House, I am sure, his distinguished colleague would refer his attention to a study written by Dr. Mahbubul Haq himself published in 1967 by Macmillan in London titled 'Tied Credits'; a qualitative analysis in capital movement and I wish I could quote verbatim from this I do not wish to take up the time of the House but the Federal Minister for Finance will find in his own writings

[Mr. Javed Jabbar]

arguments perhaps much more eloquent and well thought out than my own which substantiate the basic points of my presentation. Also, Mr. Chairman, one other adverse effect of the kind of foreign aid that we have been receiving is an excessive emphasis on the production if not the importation of consumer goods as opposed to basic industrial processes of those catalytic services and products that help establish a genuine industrial infrastructure. We are, in a way, have had our arms twisted to allow in the name of free market theories or open competition or letting the market find its own equilibrium a large variety of goods that are not essential for the development of this country, that are indeed luxury items. And by this process what we have allowed to happen is that Pakistan has become a part of another nation's self-interest ; that the self-national interest of Pakistan has been subsumed and the national self-interest of the donor country takes over the whole relationship between donor and recipient. And also, I think, the recipient country like Pakistan suffers from the floating interest rate aspect of the international money market which often works to our disadvantage.

Another regrettable dimension, Mr. Chairman, is the fact that virtually all negotiations for foreign aid are conducted in a kind of twillight zone which is actually tantamount to secrecy. Neither Parliament nor the public is really ever taken into confidence about the terms and conditionalities that are advanced and enforced by the donor countries. Statements, of course, are made for the public consumption that Pakistan will preserve its independence ; Pakistan will not sacrifice its economic independence but the fact of the matter is that the real substance of the negotiations is never really shared and indeed, even the standing Committees of Parliament I doubt have had the opportunity to examine the terms and conditions not only the fine print but also the meanings between the lines which is often more important than what is actually spelt out. Now one realizes that aid negotiations cannot be conducted in a public meeting in Liaquat Bagh but there has been traditionaly a lack of accountability to Parliament and to people about the specific terms and conditionalities of foreign aid has steadily and dramatically declined and loans have come to predominate the total quantum of assistance provided by foreign countries we look at the debt service aspect, Mr. Chairman, there also it is a most regrettable situation. For instance, from 9.5% of our commodity export earnings as the form of debt service repayments 9.5% in 1960-65 in a twenty years period it has jumped to 40% which is a 400 increase in the burden that debt servicing imposes on the resources of the country and indeed instead of our being able to reduce the debt service relationahip with our resource structure this has quadrupled and indeed in the military economic aid sector this increase is well over 50%. I was only referring to the economic aid aspect and if you look at the amount itself for 1975 the debt service payments that we made was US Dollars about 250 million whereas in 1985, 10 years later, the amount has gone to over one billion

US Dollars. Sir, if you compare the debt service ratio with countries which share the same conditions as our own we notice that India in 1980's had a 10% debt service ratio ; Indonesia had 13% but Pakistan had 28%. Now Indonesia is the world's largest Muslim country and even though geographically it is quite different from Pakistan and it has many similar economic features and India which is physically right next door also has similar economic and physical features, yet there is almost a 100% difference in the debt service ratio that Pakistan has to suffer and this also carries into debt service as percentage of GNP in 1980's India was less than 1% and Pakistan is well over 3.5%. So, there is again a 250% difference, and the lesson one can derive from this is that India is by no means gifted by some extraordinary abilities ; they have the same kind of ability resource system that we have. It is a question of how we formulate our ecomomic negotiation policy, how we relate it to our foreign policy; whether we are willing to take a stand ; whether we are not unduly dominated by this fear of offending the United States of America at every step that we take. I think, our foreign policy inherently suffers from an excessive amount of difference to the United States of America and to our friends in Eupore. I think, we can justificably as sert our independence of other influences and preserving our fraternal relations with the United States we can take a much more self reliant attitude which can be translated into the economic aspect of foreign policy, by which we begin the long over due process of introducing austerity in Government, austerity as a national value. Unfortunately, austerity as a national ethic is looked upon as a politically unpopular and impractical device, and I beg to disagree, I think, that the people of Pakistan are wise enough and sensible enough to know that if you give them all the facts, if you don't fool-around with them, tell them how bad our economic situation really is ; and what we really have to suffer by this receiving foreign aid ; they will be willing to support any Government which has the courage to take austerity up as a national ethic and to enforce it not just through transitory superficial devices like Suzuki Cars. Suzuki Cars was a political ploy which did not work and does not reflect real austerity. I think, concept of austerity must be taken up as a rigidly enforced national ethic because we cannot condemn our children to pay out for the sins that we are committing upon this land, and therefore, in moving of this resolution I request the treasury benches to support it ; it is not meant to undermine the Government. It reflects to a national consensus and one is willing to give substance to whatever measures can be taken in this regard.

Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Abdul Majid Kazi.

Mr. Abdul Majid Kazi : Thank you, Mr. Chairman.

[Mr. Abdul Majid Kazi]

Sir, I do not want to repeat what Mr. Javed Jabbar has said. I want to cite only one example—one experience which I had ecountered in 1965. I happened to be in Canada and there was a convention on agriculture, and the Minister of Canadá was addressing and at that point of time some Canadian got up and he said, "you are talking about aid but what are you doing for your own red Indians who are living in deserts and they are living in sub-human conitions" ? Well, he said let me tell you the meaning of aid.... We give from one pokect and take away from the other pocket. This is the experience which I had, this is how they think about aid and we should be very careful when we accept the aid even we should be careful and do for only those projects which are good for the country and Parliament should be taken into confidence when negotiations are carried and contracts made. Thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman : Qazi Abdul Latif Sahib.

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں جاوید جبار صاحب کی حمایت کروں گا - آج کی دنیا میں سیاسی آزادی اتنے تک کبھی بھی قائم نہیں رہ سکتی جتنے تک اقتصادی آزادی حاصل نہ ہو - آج کی دنیا میں خصوصیت سے بڑی قوموں نے چھوٹی قوموں کو ایسی اقتصادیات کے اندر جکڑ رکھا ہے کہ وہ اپنی ضمیر کے مطابق اپنے ملک کے اندر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ قسم قسم سبز باغ دکھلا کر کے یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کو ترقیاتی اسکیموں کے لئے چیزیں دے رہے ہیں - حالانکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ ان اقوام کو اپنی زنجیروں کے اندر باندھنا ہوتا ہے اور جکڑنا ہوتا ہے اور جس وقت وہ انہی منصوبوں کے مطابق یا ان کے کہنے کے مطابق اپنے منصوبے مرتب کر لیتے ہیں اس کے بعد وہ ان کو روک کر اپنی مرضی کے مطابق ان پر خارجہ پالیسی مسلط کرتے

ہیں۔ اس لئے جتنے تک ہم اقتصادی طور پر غیر ممالک سے آزاد نہیں ہوں گے اور اپنے اخراجات کو اتنے کم نہیں کرینگے کہ ہم اپنے وسائل پر اور خدا کا احسان ہے کہ ہمارا ملک وسائل کے لحاظ سے قلاش نہیں ہے، صرف ان کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں معدنیات، پانی اور زمین موجود ہے، افرادی قوت موجود ہے۔ افرادی قوت ہم سے دوسرے ممالک لیتے ہیں۔ خام مال یہاں کافی موجود ہے۔ صرف ان کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ان کو منظم کر کے بروئے کار لایا جائے اور ان سے اپنی قوم کے لئے فائدہ حاصل کیا جائے تو یقین کیجئے کہ ہم اپنے پاؤں پر یقیناً کھڑے ہو سکتے ہیں۔ جغرافیائی حیثیت سے یہ ملک جس مقام پر کھڑا ہے دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نظر انداز نہیں کر سکتی۔ لیکن ہم نے اپنے عیش کی وجہ سے اتنے اخراجات بڑھا دیئے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو غیر کا محتاج سمجھتے ہیں اور ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ہم قرضے نہیں لیں گے تو ہم گزارہ کہاں سے کریں گے۔ جب کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے کھلم کھلا برملا کہا ہے کہ چالیس ارب روپیہ کمیشنوں میں چلا جاتا ہے اور غبن میں چلا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ اربوں روپیہ قرضوں کے نام پر لیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد اس کو معاف کرایا جاتا ہے، یہ کون ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہے ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن کے ہاتھ میں یہ سارے کے سارے منصوبے

[Qazi Abdul Latif]

باندھے ہوئے ہیں ۔ اگر ان کے پاس یہ اختیارات ہوتے ہوئے وہ اپنے وسائل کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کر سکتے تو چاہیئے کہ دوسروں کے لئے جگہ خالی کر دیں ۔ تاکہ وہ لوگ آئیں جو صحیح طریقے سے منصوبہ بنا کر کے اپنی قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا موقع عطا کریں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : اور کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں ..... نہیں ، اچھا جناب جتوئی صاحب ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی : سر ! میں اس موشن کی تائید کرتا ہوں ۔

جناب قائمقام چیئرمین : شکریہ ۔ جناب سرتاج عزیز صاحب ۔

Mr. Sartaj Aziz : Mr. Chairman, I would like to thank the honourable mover for an incisive statement and some very constructive suggestions. As far as the objective of this resolution is concerned there can be no two opinions about their validity and relevance. In fact all developing countries do have their needs which are in excess of their requirements and therefore, to the extent they have access to some external resources from outside they not only are able to supplement their savings but also have access to new technology which comes with these savings. The objective of reducing dependence on foreign aid has been a consistent policy of the Government and movement towards this objective has been made possible by checking inflation increasing domestic savings, expanding exports and trying to check domestic credit expansion.

These measures in the last 10 years have yielded some results and I would like to inform the honourable member that as far as our relative dependence on aid is concerned some progress has been made although it could have been better but as a proportion of GNP our total external debt has declined from 42% in 75-76 to almost 30% in addition to foreign

exchange earnings also it has declined from 317 per cent in 75-76 to almost 160 per cent in 87-88. The more important indicator of course is the proportion of imports there I would like to make one factual correction Mr. Chairman, and that is that the honourable mover has referred to only physical exports and the debt servicing and imports as a proportion of that. In economic terms it is the total foreign exchange earning that is not only physical exports which right now are running at 4.4 billion dollars but our remittances which are running at about 2½ billion dollars. So against these 7 billion dollars of foreign exchange earning exports plus remittances our total imports are slightly less about 6½ billion dollars and therefore the country's dependence on foreign aid to finance imports if you take account of all expenditures not just imports invisible expenditures also is no more than 20% if you take gross aid and if you take net aid which means excluding debt servicing they are financing no more than 5 percent of our imports. We can almost say therefore referring to Qasi Sahib's statement "کہ گزارہ نہیں ہوتا", is no longer true, if God forbids anything happened and tomorrow all foreign aid stopped the total reduction in our import that will be required to manage in such a situation is no longer unmanageable as it was in the 60s but to the extent to which the country can have access to foreign credits on reasonable terms, soft terms and we are borrowing at relatively soft terms there is at the moment a need for it.

The other points which the mover made that dependence increases, dependence in relationship, distortion of priorities, conditionalities, there again the situtation has improved and I can say with some confidence that today we are not forced to accept any condition that is not in line with our own national priorities. As far as development projects are concerned. As far as loans and grants are concerned the country is now in a much stronger position than it was in negotiating terms. In fact Pakistan is regarded as one of the best recipients of foreign assistance in terms of its ability to use foreign assistance effectively for its own priorities. As far as the future is concerned the perspective plan which has just been put out the copies were circulated to this House last month the concept of economic self-reliance more or less on the terms suggested by the mover is laid down in the perspective plan in chapter 4 that the objective of self-reliance would mean financing investment increasingly through domestic resources, the revenue budget will be balanced, self-sufficiency in food will be sustained, gradual reduction in the grant account deficit on the balance of payments, progressively diversifying capital goods production and acquiring appropriate technology through the development of skilled manpower research and other resources for development.

So, these objectives are in line with the suggestions made and I hope that the actual projects and programmes will be in line with the implementation of these objectives through the perspective plan. In the light

[Mr. Sartaj Aziz]

of this background I cannot question both the validity and importance of the resolution before us ; this is a long-term objective achieving self-reliance. So, I will only suggest that the words, "immediate and substantive steps", should be replaced by the words, "the Federal Government should further intensify steps to reduce the country's dependence on foreign aid" because these steps are already being taken. So, if these words are changed I will have no objection to the adoption of this resolution in fact I will warmly welcome the suggestion which the mover has made to achieve this vital objective. Thank you, Sir.

Mr. Acting Chairman : Thank you. Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : I would like to thank the honourable Minister for responding in this manner and I have no objection to the amendment as proposed.

Mr. Acting Chairman : So, the resolution is passed then?

(The resolution was adopted)

Mr. Acting Chairman : The resolution is passed. I think now the day is over. The House is adjourned to meet again on 15th September, 1988, at 10.00 a.m. and that will be a Government business day. Thank you.

[The House then adjourned to meet again at ten of Clock in the morning on Thursday, the 15th September, 1988.]

PCPPK–Litho/2494/88-89/Senate–7-12-92–300 Books.